انتخاب

دیوان اشرف

مصنفہ منشی اشرف علی مرحوم اشرف کسمنڈوی

شاگرد مرزا اصغر علیخاں مرحوم نسیم دہلوی

مرتبہ و منتخبہ

فضل الحسن حسرت موہانی بی۔ اے اڈیٹر اردوئے معلی علی گڑھ

تلمیذ منشی امیر اللہ مرحوم تسلیم لکھنوی

شاگرد مرزا نسیم مغفور

اردو پریس واقع علیگڈھ میں طبع ہوا

تعداد جلد ۱۰۰۰ — سنہ ۱۹۱۲ء — قیمت مع محصول ڈاک

انتخاب

دیوان اشرف

مصنفہ منشی اشرف علی مرحوم اشرف کسمنڈوی

شاگرد مرزا اصغر علیخاں مرحوم نسیم دہلوی

مرتبہ و منتخبہ

فضل الحسن حسرت موہانی بی اے اڈیٹر اردوئے معلےٰ علیگڈھ

تلمیذ منشی امیر اللہ مرحوم تسلیم لکھنوی

شاگرد مرزا نسیم مغفور

اردوئے معلےٰ پریس واقع علیگڈھ میں طبع ہوا

طبع اول ۵۰۰ جلد سنہ ۱۹۱۳ء قیمت مع محصولڈاک ۵/

دیباچہ

منشی اشرف علی مرحوم اشرف کے دو دیوان عرصے سے اُنکے بھائی صاحب کے
پاس موجود تھے جنکی زیارت سب سے پہلے راقم حروف نے سنہ ۱۹۰۲ء میں کی تھی۔ لیکن انکے طبع ہونیکی
اسوقت تک کوئی صورت نہیں نکلی تھی۔ اول تو اس لئے کہ اخراجات طبع کا انتظام
مشکل تھا دوسرے زیادہ تر اس باعث سے کہ منشی صاحب مرحوم اپنے زمانۂ
حیات میں برمبنائے انکسار ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ جب تک یہ مجموعہ [illegible]
شاعر کی نظر سے نہ گذر جائے اسکا چھپنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ مرحوم کی
نظر میں اس کام کے لئے اُستاذی حضرت تسلیم سے بہتر اور کوئی شخص موجود
نہ تھا چنانچہ اُستاد مرحوم نے بھی کئی بار اسپر آمادگی ظاہر فرمائی لیکن بوجوہات
چند در چند کبھی اسکی نوبت نہ آئی یہانتک کہ اُستاد مرحوم کا بھی انتقال ہو گیا
راقم حروف کو سلسلۂ مومن و تسلیم کے ایک ناچیز متوسل ہونے کی حیثیت سے
یہ امر کسی طرح گوارا نہ ہوا کہ دیوان اشرف کو گوشۂ گمنامی میں پڑا رہنے دے۔ کلام
اشرف کو بنظر تصحیح دیکھنا تسلیم کے ایک شاگرد کا کام نہ تھا اسلئے مجبوراً انتخاب
اشعار کا طریقہ اختیار کرنا پڑا۔ تاہم جہاں جہاں کتابت یا شاعری کی صریح غلطیاں
یا کمزوریاں نظر آئیں اون کو کاتب کی خطا پر محمول کر کے مناسب تبدیلی بیشک
کر دی گئی ہے۔ فقط

حسرت موہانی

علی گڑھ ۱۱ر فروری سنہ ۱۹۱۲ء

اشرف

جواب تک بھی نہیں یار [illegible] منہ میں
یہ خامشی ہے کہ گویا نہیں زباں منہ میں

حلاوتیں سخن رفتگاں نے دیں مجھکو
شکر فروش ہوئی گرد کارواں منہ میں

نہ نکلی حسرت دل طول عرض مطلب سے
تمام رات رہا دامن بیاں منہ میں

رہے یہ یاد کہ میں بھی زبان رکھتا ہوں
کہے نجانیے جو آئے مہرباں منہ میں

ادب سے شکوۂ قاتل زباں پہ لا نہ سکے
لبوں پہ زمزمۂ شکر، الاماں منہ میں

پس فنا ہوئی حاصل سعادت ابدی
لیے ہے آج سگ یار استخواں منہ میں

رہا نہ صدمۂ فرقت سے بات کے قابل
عوض کلام کے ہے نالہ و فغاں منہ میں

کچھ ایسی آپ کو بھائی ہے لذت انکار
نہیں کی جب کبھی آتا نہیں ہے ہاں منہ میں

و آبدار کہے شعر تو نے اے اشرف
بھریں گہر تو عجب کیا ہے قدرداں منہ میں

شیخ اشرف علی نام، اشرف تخلص، مرزا نسیم مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے تھے جیسا کہ مرقومۂ بالا غزل پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے سے بھی اہل نظر کی دریافت میں آسکتا ہے۔
خصوصاً گرد کارواں کی شکر فروشی، سخن رفتگان، دامن بیان، زمزمۂ شکر، لذت انکار کی تازہ اور توانا ترکیبیں، حلاوتیں بصورت جمع۔ یہ لطافتیں نسیم کے خاندان کا حصہ ہیں۔
توابع لکھنؤ سے مصطفےٰ آباد عرف کسمنڈی ایک چھوٹا سا مقام ہے ایسا کہ قصبے کا بھی اطلاق اُسپر بمشکل ہو سکتا ہے۔ تاہم قرب لکھنؤ کیوجہ سے گمنام نہیں ہے[1]۔ اشرف کے والد شیخ مظہر علی یہیں کے باشندے تھے۔ لیکن باستثنائے عہد طفلی، اشرف کا زیادہ حصہ عمر لکھنؤ میں بسر ہوا اور وہیں سنہ ۱۹۰۲ء میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط
دائرہ علم انکا وسیع نہ تھا لیکن اردو شاعری کی ضرورتوں کے لیئے غالباً کافی تھا، اول درجے کے خوشنویس تھے چنانچہ اسی بنا پر ۴۴ برس تک آپکو منشی نولکشور کے مطبع سے تعلق رہا۔ ملازمت کی یہ مدت دراز آپ کی اور منشی نولکشور دونوں کے پاس وضع پر دلالت کرتی ہے اس موقع پر منشی نولکشور کی قدردانی اہل کمال کا ذکر نہ کرنا ایک ظلم صریح ہوگا یعنی اسلیئے کہ سلطنت اودھ کے آخر

[1] خدا بھی رحمت کرے منشی سجاد حسین مرحوم انجم مؤلف [illegible] کو بھی یہیں کی خاک سے تعلق تھا ۔ ۱۲ حسرت

دوسری جگہ غزل لکھی ہے۔ ع

کیا چاہیئے ہیں عاشق ناشاد کے لئے	پیدا ہوا ہے نالۂ و فریاد کے لئے
عالم میں ہر جگہ ہیں مرے دم سے چہچہے	ہوں عندلیب گلشن ایجاد کے لئے
برگشتہ بخت وہ ہوں کہ پاؤں رہ مراد	گر آئیں خضر بھی مری امداد کے لئے
قاتل اُٹھائیں خوش دم ذبح لذتیں	بوسے گلو نے خنجر فولاد کے لئے
مضموں نیا زمیں نئی طرز[۱] بھی نیا	اشرف یہ ہے نسیم سے اُستاد کے لئے

اشرف کے دو دیوان مکمل و مرتب مدت سے موجود تھے لیکن اپنے خلقی انکسار کی بنا پر اونھوں نے کبھی اون کی اشاعت کی اجازت نہ دی۔ اب انتقال کے بعد بھی اگر کچھ دنوں اور اس کی اشاعت اور ملتوی رہتی تو اون کے تلف ہو جانے کا خطرہ تھا اس لیے راقم حروف نے کم سے کم انکا انتخاب چھاپ دینے کا مصمم قصد کر لیا۔ چنانچہ یہ مجموعہ اسی قصد کا نتیجہ ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو

یہ حال ضعف ہجر بت ماہرو میں تھا	۱	سوسن کا طوق طوق گریباں گلو میں تھا
سرگوشیاں رقیب کی تاثیر کر گئیں	۲	پہلو کچھ اور آج تری گفتگو میں تھا
ہاتھ اُسکے ٹوٹیں توڑے ہیں جسنے طروف مے	۳	سرمایہ کچھ ہی زیست کا دست سبو میں تھا
سنتے ہی میرا حال اُنھیں رحم آ گیا	۴	حرف فسوں کوئی سخن آرزو میں تھا
اے بے وفا نہ حال شب انتظار پوچھ	۵	مشتاق دید آنکھ تھی دل جستجو میں تھا
سر شمع کا کٹا تو بڑھی اور روشنی	۶	پنہاں فروغ زیست جفائے عدو میں تھا
اشرف کرو جلائے وطن اختیار اب	۷	جب تک کہ سلطنت تھی مزا لکھنؤ میں تھا

سرگوشیاں بصورت جمع اور "حرف فسوں" "سخن آرزو" "فروغ زیست" کی ترکیبیں خاص مرزا نسیم کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہیں دوسرے شعر میں مضمون کی لطافت اور تیسرے شعر میں شادابی مضمون کے علاوہ لفظ "سرمایہ" کی خوبی ملاحظہ طلب ہے۔ اسیطرح چھٹے شعر میں "فروغ" کے لفظ سے شعر بہت بلند ہو گیا ہے۔

[۱] زبان لکھنؤ کے ماننے والوں میں طرز کی تذکیر صرف پیروان نسیم تک محدود ہے۔ ورنہ بالعموم وہاں کے شعرا اُسے مؤنث سمجھتے ہیں۔ راقم حروف کے نزدیک بھی تذکیر زیادہ بہتر ہے [illegible] ۱۲

متقطع اس جو حسرت کی تصویر ہے جسکا اثر اُن سب لوگوں کی تحریر و تقریر میں پایا جاتا ہے جنھوں نے گلشن لکھنؤ کی بہار دیکھی اور پھر اُسکی خزاں بھی دیکھی۔

ناسخ کی مشہور غزل پر تقریباً تمام شعرائے لکھنؤ کی غزلیں ہیں۔ چنانچہ اشرف کی غزل بھی ملاحظہ ہو سکتے ہیں ؎

شمار	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	ابھی کیوں ذبح کرتے ہو نہیں دن عید قرباں کا	ہوا ہے منتظر شاید تماشا چشم حیراں کا
۲	اٹھا وحشت میں یہ طوفان اشک چشم گریاں کا	ہوا دریا کی صورت موج زن دامن بیاباں کا
۳	مٹا یا اک جہاں کو جب مشق ناوک اندازی	گلی میں یار کی تو وہ بنا خاک شہیداں کا
۴	تکلف ظاہری بھاتا نہیں رنگیں مزاجوں کو	نہیں کرتے ہیں گلہائے چمن بخیہ گریباں کا
۵	بہا آتے ہی ظاہر کی کرامت دشت وحشت نے	تبرک کی طرح گھر گھر گیا ٹکڑا گریباں کا
۶	فسون بے اثر سے خاک ہو تسکین بلبل کی	قفس پر دم کیا صیاد نے نغمہ گلستاں کا
۷	ہوئی فرقت کی رات آخر فروغ نالۂ دل سے	شب غم نے ملامت پر سپید صبح احساں کا
۸	چمن میں ہر طرف بوئے محبت مجھکو آتی ہے	گلوں پر پڑ گیا شاید پسینا روئے جاناں کا
۹	غزل میں بندش مضمون رنگیں چاہئے اشرف	ترا دیوان گلدستہ ہے بزم سخنداں کا

پانچویں شعر کو دیکھیے کس قدر اچھوتا مضمون ہے اور کیسے اچھوتے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ چھٹے اور ساتویں شعر کی بھی حسن بندش اور خوبی ترکیب خصوصاً "فسون بے اثر" اور "سپید صبح احساں" کی ترکیبیں قابل ملاحظہ ہیں۔

اپنے تذکرہ شعرا کے آغاز میں ہمنے جو ایک نقشہ سلسلہ شاہ حاتم کا دیا تھا اُسمیں شاگردان نسیم میں باعتبار ترتیب اشرف کا دوسرا درجہ ہے اور تسلیم کا اول۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ بلحاظ خوبی ترکیب و لطف مضمون و سادگی بیان اشرف تسلیم سے کم نہیں ہے لیکن درستی زبان اور پختگی کلام کے مقابلے میں اشرف کا رتبہ بہت کم ہے یعنی اشرف کے دیوان میں اگر کمزوری ہے تو یہ ہے کہ انکا سارا کلام مستند نہیں ہے۔ نیز یہ کہ اُن کی ہر غزل سے اُنکی پختہ مشقی کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔ اول سے دونوں دیوانوں میں اکثر ایسے الفاظ

بھی نظر سے گذرتے ہیں جنکی صحت مشکوک ہے۔ چنانچہ زیادہ تر اسی وجہ سے اُن کے چھوٹے بھائی نے دونوں دیوانوں کی اشاعت کو اُس وقت تک کے لئے ملتوی کر دیا تھا کہ وہ جناب تسلیم کی نظر سے گذر جائیں اور ان مشکوک الفاظ کی درستی عمل میں آجائے۔ مثلاً اُنکی غزل ہے۔

ہے خوف شیوہ نہ بدلے اُس ستم ایجاد کا	۱	ہے ہمارے دل میں جبتک حوصلہ فریاد کا
یک جا محفل میں نازک مزاجی سے قرار	۲	ں پھوں پر دردہ کنارِ نکہت برباد کا
تپ جسم سے صحبت آئینہ کیا گرم ہے	۳	آج ٹوٹی ہوتا ہے بیضہ فولاد کا
عشق عاشق ستا میانے کی نہیں محتاج ہے	۴	میری میت پر ہے سایہ دامنِ یاد کا
آسماں سے شکوہ و خستگی بیکار ہے	۵	ہو گیا اُنسے تعلق خاطرِ آزاد کا
سہ شیں ہیں سست مضمون جبط لفظین بیتقیں	۶	نام کیوں بدنام اشرف کرتے ہو استاد کا

یہ غزل اپنی خوبیوں کے اعتبار سے کسی دوسری غزل سے کم نہیں ہے مثلاً دوسری تیسری اور پانچویں شعر کی خوبی مضمون ہر طرح سے قابل ستائش ہے لیکن مقطع میں لفظ کی جمع لفظین مشکوک ہے۔ پھر بھی مشکوک ہے نہ غلط۔ کیونکہ اضلاع اودھ میں بشمول لکھنؤ اکثر دیہاتوں کی زبان سے یوں بھی سننے میں آتا ہے۔

یا اُن کی ایک اور غزل (مندرجہ عنوان مضمون) میں دو شعر ہیں کہ

آسماں تہ آسیا گردش پہ کمبخت کو پھر دھم		پیچ کے دانے کا نہ دانا بھی آسماں منہ میں
حدیث وحشت دل سے بیٹھ رہی ہے زباں		بنا ول رشتہ تقریر ہے سب ڈال منہ میں

یعنی پہلے شعر میں "آسیا" کا الف حد سے زیادہ دب کر نکلتا ہے اور دوسرے شعر میں "رشتہ تقریر" کے بعد "کو" کی اور ضرورت ہے۔

اب اشرف کی غزلوں سے گذر کر دیکھئے تو قصیدے اُنکے چند ہیں اور معمولی البتہ تاریخگوئی کے بادشاہ تھے۔ اُن سے جتنی تاریخیں ہوگا میں اُتنی کسی اور نے مشکل سے ہی ہونگی۔ منشی نولکشور کے مطبع سے نیز لکھنؤ کے دیگر مطابع سے اُس زمانے میں جتنی کتابیں شایع ہوئیں اُن سب کے آخر میں اشرف کی تاریخ ضرور ہے۔ یہ تاریخیں اگرچہ اکثر اوقات معمولی ہوتی ہیں پھر بھی انکی کثرت شاعر کی قدرت تاریخگوئی پر دلالت کرتی ہے فقط۔

نقشہ وصال کا دلِ مضطر بدل گیا
بدلا مزاجِ یار مقدر بدل گیا

بے تابیاں رہیں پس مردن مزار میں
آرام آئے خاک میرا گھر بدل گیا

وہ دودِ جگر حجاب فلک اسقدر ہوا
ظلمت سے نورِ دیدۂ اختر بدل گیا

کہتے ہیں ہنس کے آپ تو مشتاق مر گئے
چہرہ کا رنگ کیوں تہِ خنجر بدل گیا

کیا کیا شب فراق کی بیتابیاں کہوں
قالب نئے نئے دلِ مضطر بدل گیا

بیمار عشق کی حالت نہ پوچھیئے
نسخہ مسیح آکے مکرر بدل گیا

اظہار آرزو سے ہوا نامہ بر شہید
مضمونِ خط شوق سراسر بدل گیا

اختر سخن کی قدر ہو کیا اس زمانہ میں
وہ لوگ ہی نہیں ہیں وہ دفتر بدل گیا

خوب ہی حسن قضا آنکھ لڑا کر دیکھا
تازہ معشوق کا جلوہ تہِ خنجر دیکھا

دل کو وابستہ آرام نہ دم بھر دیکھا
جب کھلی آنکھ سوئے چرخ ستمگر دیکھا

خلد میں حور سے بھلا نہ ترے دست کا حی
نہ یہ ساقی نہ یہ مینا نہ یہ ساغر دیکھا

ہوں میں وہ بلبل محروم چمن او صیاد
آنکھ کھلتے بھی نہ پائی کہ ترا گھر دیکھا

آئیے آئیے تا چند یہ بیتابی دل
جسقدر ضبط کی طاقت تھی ہمیں کر دیکھا

اے اجل دیکھ چکے بندہ نوازی تیری
ایک پتھر بھی لحد میں نہ تہِ سر دیکھا

اختر بیہودہ سرا طول سخن خوب نہیں
امتحان طبع کا منظور تھا بس کر دیکھا

سختی درد کو عاشق میرا آساں سمجھا
ایسی ہستی کو فروغ شب ہجراں سمجھا

ظلمت یاس میں تھا شاہد مطلب پوشیدہ
صبح امید کو دل شام غریباں سمجھا

خاک صحرا کی اڑائی ہے ترے وحشی نے
وجہ راحت خلش خار بیاباں سمجھا

عکس عارض نظر آیا جو دم ذبح مجھے
چمن جوہر خنجر کو گلستاں سمجھا

ناتواں کو ترک جنبش بھی نہیں ضعف سے اب
اس لیے دست قضا جنبش داماں سمجھا

حال جو رہ گیا طفلی سے طبیعت نہ سدھری
مر گیا خوب تڑپ لے مرے درماں سمجھا

ہیں حاسد سی تمہارے لستایش اختر
لطف مضمون سخن خوب سخنداں سمجھا

مزا یہاں جراحت نے بحساب دیا
زبان خنجر جلاد میں لعاب دیا

کٹے گی خون ہی پی پی کے عمر او ساقی
گئی بہار نہ جام شراب ناب دیا

زباں نہیں ہے جو قاتل ادای شکر کریں
وہاں زخم نے منہ کہول کر جواب دیا

عرض یہ ہو نہیں مرجائیں دیکہنے والے
نگاہ کو سبق شیوہ حجاب دیا

مدام گردش لیل و نہار میں گزری
فلک نے دی شب غم روز انقلاب دیا

مرے فسانہ نے خود مجھکو کر دیا غافل
برنگ دیدہ تصویر شوق خواب دیا

کسی کی میں نہیں سنتا بہار میں اختر
خدا نے طبع کو ناصح سے اجتناب دیا

صبا درہم ز دیج سے دل آشنا نہ تہا
تازہ اسیر قابل جور وجفا نہ تہا

پہر سکوت ہی مجہے آداب دوستی
شکوہ نہ تہا زبان پہ لب پر گلا نہ تہا

ایمائے وصل موجب آشفتگی ہوا
قاصد مزاج یار کا پہچانتا نہ تہا

کچھ اور ہی مزا تہا فسون نگاہ میں
جادو نہ تہا فریب نہ تہا شعبدہ نہ تہا

بیداریوں میں ہی ہے اجل کی غنودگی
مجھ سا کوئی حریف تغافل ترا نہ تہا

زاہد نے فصل گل کو کیا مفت رائیگاں
کمظرف نے شراب نہ پی حوصلا نہ تہا

اختر ملی ہر ایک سے داد سخن مگر
حاسد کے لب پہ غلغلۂ مرحبا نہ تہا

پہرتا ہے ساتھ دشمن اے مہرباں ہمارا
ہمراہ ہو گیا ہے اب آسماں ہمارا

اک مشت خاک باقی ہی یادگار ہستی
رہنے دے باد صرصر اتنا نشاں ہمارا

کیا پوچھتا ہے زاہد ہیں رند بادہ پیما
مرشد ہی راہبر ہے پیر مغاں ہمارا

ہے کسکی چاہ دل میں اشک آنکہ سے رواں ہیں
یوسف کی جستجو میں ہے کارواں ہمارا

دیر و حرم کے جہگڑے صورت پرست جانیں
نام صنم ہے زاہد تعویذ جاں ہمارا

فریب عشق کی نیرنگیاں میں ہاں سمجھا
خدا کا قہر سرِ الفت نہاں سمجھا

بہار آئی اگر ہجر میں خزاں سمجھا
ہنسا چمن میں کوئی گل تو میں فغاں سمجھا

شبِ وصال میں ایسے بدل گئے تیور
ہمارے دل کی تمنا وہ بدگماں سمجھا

وہ دیتے ہیں مجکو جو پیہم فراق کے صدمے
متاعِ داغ کا ظالم نے قدرداں سمجھا

دمِ اخیر رہا نازِ جنسِ عصیاں پر
فرشتے موت کے آتے ہیں کارواں سمجھا

خلاف باتوں کا شکوہ کیا تو فرمایا
مجھے بھی آپ نے اپنا مزاجداں سمجھا

اوٹھیگا بارِ غمِ ہجر کس طرح یارب
میں جبکہ پیر ہوا چرخ نوجواں سمجھا

یہ اوجِ فکر نے رفعت مزاجیاں بخشیں
زمیں شعر کو آسیف میں آسماں سمجھا

مرگ کی نیند کا جھونکا جب مزا دینے لگا
زخم تن ہنس ہنس کے قاتل کو دعا دینے لگا

کاوشِ دستِ جنوں سے فارغ البالی ہوئی
لطف شادی خندۂ چاکِ قبا دینے لگا

فصلِ گل میں وحشت پیمائی کے یاد آئی مزے
لذتیں کیا کیا خراشِ خارِ پا دینے لگا

لطف میں بھی ہیں وہی ہر دم ستم ایجادیاں
دامنِ شمشیر سے قاتل ہوا دینے لگا

شورشِ فریاد پیہم اونکو لائی سوئے رحم
نقدِ مطلب نالۂ زنجیرِ پا دینے لگا

عشق کی تکلیف بھی راحت ہی عاشق کیلئے
ہجر کی شب اضطرابِ دل مزا دینے لگا

لو مبارک ہم صفیرانِ چمن آئی بہار
داغِ دل کیفیتِ نشو و نما دینے لگا

بسکہ تہا دل میں تصور اوس دہان تنگ کا
غنچۂ تصویر بوسے بے صدا دینے لگا

دل ہی دشمن ہو تو کیونکر طے ہوا شہر راہ عشق
سینکڑوں ہوکہیں خضر رہنما دینے لگا

گر یہی جلوہ ہے حسن [illegible] کا
ہر ہو جائے گا ذرہ خاک [illegible]

حشر کو اٹھیں گے جب مستِ الست
ابرِ رحمت ہوگا سایہ تاک کا

[illegible] ہوئے دو عزیز دو دو ون
[illegible] ہوگا [illegible]

کس لیئے اے [illegible] آئی جسم میں
بوجھ گردن پر لیا پوشاک کا

جمع تھا آغوش دامن میں سرشک
لطف دیکھو دیدۂ غمناک کا

آنکھ سے اپنے گرایا خلق نے
اشک تھا میں چشم خشناک کا

اوس ستمکار فلک کا لطف ... رہا
رنج بھولا کو چرخ فتراک کا

روز نئے صدمے دیئے ہیں ہجر نے
حوصلہ دیکھو دل غمناک کا

بے زلف اپنی سنگھا دو تو اٹھوں
زہر افعی دے اثر تریاک کا

خوب روئی شمع میرے حال پر
ترکیا دامن مزار پاک کا

اشک گرم اشرف سے آتی ہے تا مژہ
شعلہ دشمن ہے خس و خاشاک کا

لطف عشق زندگانی کیا کہوں جاتا رہا
آپ پہلو سے اوٹھے صبر و سکوں جاتا رہا

داغ مجھکو دے گیا وہ رونق بزم جہاں
ساقیا لطف شراب لالہ گوں جاتا رہا

ضعف پیری ہی دلیل خصب عہد شباب
اب کہاں وہ مستیاں جوش جنوں جاتا رہا

آپ کی بے اعتنائی سے رہے محروم وصل
شکوہ ناسازی بخت نگوں جاتا رہا

شرط یہ ہی ہو میسر وصل بھی ہے خوب چیز
آئے وہ آغوش میں درد درون جاتا رہا

اسقدر رنج و الم اشرف اوٹھائی ہجر میں
صدمہ بیداد چرخ سرنگوں جاتا رہا

ناتوانی کو تمہاری شب ہجراں کیا کیا
کیا کہوں کہتے تھے مجھسے مرے ارمان کیا کیا

سختی مرگ کی تکلیف سے راحت پالی
میری گردن پہ ہیں قاتل ترے احسان کیا کیا

مرقوم مطلب نہیں ممکن کہ ادب مانع ہے
نامۂ شوق دل سے کریگا غم پنہاں کیا کیا

[illegible] چہرہ کا تابان ترا [illegible]
آج کل وقت [illegible] ارزاں [illegible] کیا

زینت [illegible] چاک گوارا نہ ہوئی
ربط سے حال [illegible] پریشاں کیا کیا

دامن [illegible] مرد سمہ کو اوٹھائی کیونکر
حشر ہیبوں میں کرے گا دل نالاں کیا کیا

نامرادوں کی تو شادی بھی نہیں ہیچ سے کم
صورت [illegible] چاک گریباں کیا کیا

صدمۂ غم سے کوئی دم نہیں فرصت پاتے
آرزو کی سے ہمیں گردش دوراں کیا کیا

پہلو سے اوٹھ کے جب وہ بت بیدل گیا
صورت کچھ اور ہو گئی نقشا بدل گیا

عیسیٰ کا ناز بھی نہ اوٹھانا پڑا ہمیں
مرنے لگے جو آپ پہ خوف اجل گیا

سودائیان زلف سے ناصح او لجھتے ہو
اب تک دماغ سے نہ تمہاری خلل گیا

رخصت نمود خط نے کیا حسن و کمسنی
ملجا ہے زمانہ رنگ و بدل گیا

اختر سکوت چاہیے اہل سخن میں چپ
حاسد کی واہ واہ سے لطف غزل گیا

جلوے ہمیں چھپ چھپ کے دکھلانا نہیں اچھا
دل آتش حسرت سے جلانا نہیں اچھا

ہر دم کی نصیحت سے بگڑ جائے گی دیکھو
ناصح مجھے دیوانہ بنانا نہیں اچھا

سینے سے نکل آئیگا قاصد دل بیتاب
فوراً خبر وصل سنانا نہیں اچھا

پیتا ہوں میں بے یار لہو صبح تو ساقی
پیمانے دور میں لانا نہیں اچھا

اختر اوسے جانے دو ہوئی صبح نہ چھیڑو
گستاخی شب یاد دلانا نہیں اچھا

بلبل ہیں مست باغ میں کیا موسم آگیا
ادس گلبدن کے آنیکا ہی انتظام کیا

میرے گنہ سے ہوئی ہی بخشش کو تنگی
ناصح پکار رہا ہے یہ سودائے خام کیا

ساقی بھرا ہی تنگ ظرفاں پہ کر
منہ سے لگا دے خم ہی جو دیتا ہے جام کیا

ہر بات میں بڑھاتے ہو تقریر کس لیئے
ناصح نہ ہوگا آج یہ دفتر تمام کیا

اختر بلند طبع میری کرتے ہیں ثنا
ورنہ میں کیا ہوں اور ہے میرا کلام کیا

ہے جنون سا [illegible] ان میرا
[illegible] زندان [illegible]

[illegible]
[illegible] دامن [illegible] گریبان میرا

[illegible] رنگ
[illegible] دامن [illegible] ان میرا

[illegible]
[illegible] میرا

[illegible]
[illegible] ایمان میرا

بیکار ہیں او مہر فلک تار شعاعی
مشکل ہے رفو چاک گریبان سحر کا

اس درجہ ہوئی پھر گل بیگانگی تمنا
پھیلا ہوا دامان ہے مرے زخم جگر کا

ایسی نہیں لازم ہے مرے حال سے غفلت
آشنا نہ ہوتے ربط نہ ہے درد جگر کا

دشمن کی ہی تکلیف گوارا نہیں مجھکو
روتا ہوں جو سنتا ہوں فغاں مرغ سحر کا

کھنچے سے ترے رونق گلیں حرم کی
برباد گیا عطر گل جسم جگر کا

جو بات ہے عاشق کی وہ مقبول خدا ہے
بے وجہ اٹھاتی ہے دعا ناز اثر کا

اختر کہیں جلدی سے اگر دو ہی کرو
ناحق تن کا ہیسہ دو پہ اک بار ہے سر کا

شعلہ فکر ہے اس درجہ فروزاں اپنا
مطلع مہر ہوا مطلع دیواں اپنا

پھر زلیخا کی یہ ہے دست جنوں آمادہ
دامن یوسف کنعاں ہے گریباں اپنا

صدمہ ہجر ہے خنجر کو کہ اندر گلو
اپنی گردن پہ لیا آپ ہی احساں اپنا

دم کیا تھا دم شمشیر پہ قاتل نے فسوں
لوگ روتے ہیں مگر زخم ہے خنداں اپنا

دیکھ لوں گا جو نہیں جان نہ نکلے گی کبھی
رہے دو منہ پہ مرے گوشہ داماں اپنا

جوش وحشت کی سزا دست جنوں تباہی
ناز یا نہ ہے ہر اک تار گریباں اپنا

فکر اشعار ہی جمعیت دل سے اختر
ہائے مجموعہ خاطر ہے پریشاں اپنا

سرمایہ فراق کہاں بے محل گیا
نالے کے زور شور سے گردوں دہل گیا

صیاد ہم قفس میں پڑے ہیں مردہ آرزو
گزری بہار حوصلہ دل نکل گیا

سودائیاں زلف سے تا صبح الجھتی ہو
اب تک دماغ سے تمہارے خلل گیا

رخصت ہوئے خط نے کیا حسن روئے صاف
ملجائیے زمانہ رد و بدل گیا

اختر سکوت چاہئیے اہل سخن ہیں چپ
صاحل کی واہ واہ سے لطف غزل گیا

اثر سے نیہ بلا کا نشانہ ہوتا تھا
ہمیں کو مورد جور زمانہ ہوتا تھا

کر تو خاک ہمکو گردش بخت
پس مردن غبار اڑتا رہے گا

ترے قرباں کب تک بے نیازی
یہی عالم ہمیشہ کیا رہے گا

کہو اختر بسر کس طرح ہو گی
حجاب انکو ہمیں تقوے رہے گا

یہ سچ ہے اے فلک کبھی تو نے دیا نہ تھا
دل جلوہ گاہ یار تھا ماتم سرا نہ تھا

روتا ہوں اپنے قوت دست جنوں کو میں
ابکی برس وہ خندۂ چاک قبا نہ تھا

ابتک شب فراق کا عالم وہی رہا
شاید در قبول پہ دخل دعا نہ تھا

شب بھر رہی تھیں آتش غم کی شرارتیں
پہلو میں آبلا تھا دل مبتلا نہ تھا

دل تھا مرا نشانۂ تیر نگاہ یار
امیدوار لطف عروس قضا نہ تھا

جلوہ دکھا کے اور بھی حسرت بڑھا گئی
دل سے نشان داغ تمنا مٹا نہ تھا

اختر بتوں کی دید سے پرہیز اسقدر
آگے کبھی تو آپ میں یہ اتقا نہ تھا

آشفتہ ہی جہاں رخ گیسوئے یار کا
برہم ہے ڈھنگ گردش لیل و نہار کا

کرتا ہے تیر آہ میرا کار نیشتر
فصاد میں ہوا رگ ابر بہار کا

کاغذ نہ جل اوٹھے ترے نامہ کا سوز سے
اختر نہ لکھ تو حال دل پر شرار کا

عرش تک شور ہے اس شوخ کی بیدادوں کا
دامن چرخ ہی مسکن ہے فریادوں کا

دیکھ کر روئے منور اوس بت بے پیر کا
نقش حیرت ہوا نقشہ مری تصویر کا

پھر وہی جوش جنوں کا اندنوں سامان ہوا
دست وحشت سے گریباں چاک تا داماں ہوا

دل کے ٹکڑے اس بہانہ سے وہ کرتا ہی رہے
گم ترے سینہ میں مرے تیر کا پیکاں ہوا

پھر بہار آئی ہے مجھے غلبہ سودا ہو گا
تختۂ مشق جنوں دامن صحرا ہوگا

دل کو بے چین بیشتر دیکھا
بے قراری نے خوب گھر دیکھا

لے چلے لمعۂ حسرت دیدار
اے محبت تیرا اثر دیکھا

مجھ پہ اور غیر پہ نظر باہم
میرے سر کی قسم کدھر دیکھا

نازکوں کو بلا ہے صحبت دوست ۔ زلف کو حلقۂ کمر دیکھا

شان خالق ہے رزق دیتا ہے
تجھکو اشرف نے بے ہنر دیکھا

ہے فرط بیخودی زاہد دل غمناک سے پیدا ۔ ہوا ہے نشۂ مے دختر رز کی تاک سے پیدا
محیط خلق ہے قدرت تری اے صانع عالم ۔ ہوئی ہیں نور کی شکلیں طلسم سے خاک سے پیدا
نجائیگی تمنا میرے دل سے بعد مردن بھی ۔ نہال آرزو ہوگا ہماری خاک سے پیدا
غرور دولت دنیا عذاب جاودانی ہے ۔ ہوا کیا جز سقر شداد کو املاک سے پیدا
ملے گا مجھکو تشریف شہادت تیغ قاتل سے ۔ اجل کی بو ہے ان روزوں مری پوشاک سے پیدا
وفور بیقراری میں ہر اک سے پوچھتا ہوں میں ۔ سحر کب ہوگی اس شام مصیبت ناک سے پیدا

اگر اشرف تجھے خوف عذاب روز محشر ہے
محبت کر جناب حضرت لولاک سے پیدا

آنکھوں نے میری موسم باراں دکھا دیا ۔ داغوں نے دل کے لطف گلستاں دکھا دیا
سمجھا ہیں آفتاب قیامت ہوا طلوع ۔ اوس نے جو بام سے رخ تاباں دکھا دیا
آزادگی میں لطف اسیری ہوا حصول ۔ ہمکو خیال زلف نے زنداں دکھا دیا
شہر و دیار و کوچہ و بازار و کوہ و دشت ۔ کیا کیا کہوں جنوں نے جو ساماں دکھا دیا

رحم آ کے ہمسے ہوگیا اشرف اونہیں ملال
قسمت نے آہ نقشۂ حرماں دکھا دیا

جانب صحرا کہ سوئے گلستاں لیجائے گا ۔ اے دل بیتاب ہمکو تو کہاں لیجائے گا
ایذائے ہجر و صدمۂ دوری اُٹھائے گا ۔ عشق بتاں سے دل نہ مگر باز آئے گا
بے فائدہ ہیں اتنی ہمیں بے قراریاں ۔ اوس بے وفا کو جذبۂ دل کھینچ لائے گا
اے نخل بند گلشن امید کا ثبات ۔ نخل مراد دل بھی کبھی بار لائے گا

برگشتہ طالعی تیری مشہور ہوچکی
اشرف تو اپنے بخت کو کیا آزمائے گا

تھا سوز ہجر سے یہ تماشا تمام شب
جلتے تھے شمع ساں مرے اعضا تمام شب

شوق وصال باعث تکلیف ہو گیا
بے تابیاں رہیں مجھے کب کیا تمام شب

قاصد رجب بے نیاز کی لطف دید نے
لب تک نہ آیا حرف تمنا تمام شب

آنکھیں سفید ہو گئیں مانند روی صبح
دیکھو تو انتظار ہمارا تمام شب

اے انتظار یار اتنا جگایا تو نے
آنکھیں اوٹھائیں دل کا تقاضا تمام شب

سامانِ غم فروغ ہی عاشق کے واسطے
سیکھا ہے میں نے شمع سی رونا تمام شب

اشرف سحر قریب ہی کر سو رہئے دیکھیے
اچھا نہیں ہے اون کا جگانا تمام شب

زیب و زینت جو ہوئی مد نظر آج کی شب
سچ کہو سچ کہو جاتے ہو کدھر آج کی شب

بے محل شورش فریاد ہے ہنگام وصال
ذبح کرتا ہی مجھے مرغ سحر آج کی شب

دونوں عالم ہیں گرفتار غم لیلی و نہار
اس طرف روز قیامت ہے ادھر آج کی شب

ہائے کم رو ہوئے صدمہ غم سے پامال
دل ہے پہلو میں نہ سینے میں جگر آج کی شب

کس کے وعدے نے کیا ہی تمہیں اشرف بیچین
تکتی شام سے ہے جانب در آج کی شب

آ کر پڑے جو پاؤں سلاسل تو کیا عجب
میں بھی ہوں لے جنوں کسی قابل تو کیا عجب

محروم اہل فیض سے رہتے ہیں آشنا
دریا سے تشنہ ہو لب ساحل تو کیا عجب

ہے آج کل وہ روئے حیا تاب بے نقاب
چھپ جائے ابر میں مہ کامل تو کیا عجب

جز آہ و نالہ کٹ نہیں سکتی ہے شب فراق
اس وقت میں کمی نہ کرے دل تو کیا عجب

کیا اندنوں بہانے توبہ کو دی شکست
رندوں میں شیخ عصر ہوں شامل تو کیا عجب

تھمتے نہیں ہیں آنکھ سے آنسو مثال شمع
افشا ہو راز دل سر محفل تو کیا عجب

کچھ کہہ دو روز ہجر تسلی کے واسطے
بہلائے دل کو وعدۂ باطل تو کیا عجب

پاس و فغاں سے گر دم فریاد شر ہے
خاموش بھر رہیں ترے بسمل تو کیا عجب

ہر کہ ہی ہمرہی کی تمنا ہے قیس کو
ہو وہ غبار گرد پس محمل تو کیا عجب

طائر دل کو ہے تمنائے اسیری
اوس بت نے بچھایا ہے عجب دام محبت

پامال کیا کشور دل لشکر غم نے
کس طور سے ہو آہ سر انجام محبت

دیوانہ ہے مذہب میرا ہوں عشق کا بندہ
ہے ورد زباں شام و سحر نام محبت

سب بہرہ ور وصل ہوئے وامق و فرہاد
اختر ہی فقط باقی ہے ناکام محبت

ہوس لطف و وفا اے دل رنجور عبث
نازبرداری ظالم بت مغرور عبث

دار فانی میں نہ تھا لفظ انا الحق کہنا
طالب دار ہوئے حضرت منصور عبث

گردش بخت سیہ ہم نہیں مرجانے کو
آنکھ دکھلاتی ہے مجکو شب دیجور عبث

جسم کاہش سے مرا مر کے نہ ہوگا باقی
ہے تمنائے [illegible] اے دہن گور عبث

عیش جاوید ہے اوس کوچہ میں حاصل زاہد
خواہش خلد ہے بیجا ہوس حور عبث

خامہ تیرہ دروں کو نہیں تاب تحریر
ہے خیال صفت عارض پر نور عبث

ہوں وہ مشتاق جفا لطف ستم ہی مجھکو
میری ایذا ہے ستمگر تجھے منظور عبث

نکتہ پرداز ازل کو نہیں نخوت ہے پسند
لوگ اختر ہیں سخن گوئی پہ مغرور عبث

ردیف (ج)

بے تری تکلف ہے او دلبر مستانہ آج
باعث دوران سر ہے گردش پیمانہ آج

عشق کا اوڑا دیا صورت پرستی کو رواج
سجدہ گاہ خلق ہے سنگ در بتخانہ آج

اپنی رہ دیکھے لے نوح یہ جنوں اچھا نہیں
بھاگتا ہے اپنے سائے سے ترا دیوانہ آج

اپنی جانب کھینچ لے مشاطہ زنجیر گیسو دیں
قید مذہب سے نکل جائے ترا دیوانہ آج

طول روز حشر ہو دامان عرض مدعا
گوش عالم پر گراں ہوگا مرا افسانہ آج

آہ جھاڑ ہی رخصت ہے لطف بوستاں
بلبل شیدا پہ ہوگا بعد آب و دانہ آج

[illegible] واعظ بے اثر [illegible]
[illegible] دل [illegible] پڑا اوسے ساقی مستانہ آج

وہ گل خلوت نشیں آئیگا پھر گلگشت کو
باغ میں رہنے نہ پائے سبزہ بیگانہ آج

گریہ پیہم سے اوٹھا جوش طوفان سرشک
برج آبی ہوگیا آخر مرا کاشانہ آج

بار بار اظہار مطلب یار سے اچھا نہیں
گفتگو اشرف بہت کی تم نے گستاخانہ آج

ردیف (خ)

نہ ہوگا بدمزہ جو میں دونگا جواب تلخ
تجھ سے نہ بات چاہیئے اے بیحجاب تلخ

ساقی سوال بادہ سے ہوتا ہے تلخ یوں
زاہد کو جیسے ہوتی ہے بوئی شراب تلخ

راحت ہی گر تو چاہے دنیا میں ہے ضرور
شیریں اگر ہے قند تو ہے مشکناب تلخ

اشرف نہ بے قرار ہو منظور گر ہے وصل
دیگا ثمر تجھے شجر اضطراب تلخ

بہار آئی لباس گل چمن ہے سرخ
گلے میں یار کے بھی آج پیرہن ہے سرخ

ہزاروں دل کی تمناؤں کا ہوا ہے خوں
بہ رنگ گل ورق صفحۂ انجمن ہے سرخ

فراق یار میں رولی ہیں خون دل آنکھیں
شفق کی طرح زمین رہ وطن ہے سرخ

نہیں ہے تیشہ زنی سے جبیں پہ قطرۂ خوں
مگر نوشتۂ تقدیر کوہکن ہے سرخ

دلیل چاہی ہر حال میں شہادت کی
تمام کاغذ تصویر کوہکن ہے سرخ

میرے جگر میں یہ ناوک نے پرورش پائی
کہ آجتک گل سوفار کا دہن ہی سرخ

[illegible] میں نو د آئے عندلیب سیاہ
مثال موج رگ گل اگر چمن ہے سرخ

محبت [illegible] دو رنگی ہے
جگر کے داغ ہر ایک [illegible] ہے سرخ

شفق کدہ ہوا فیض بہار سے گلشن
یہ بہر کا تپش گل صفحۂ چمن ہے سرخ

بہار اور بھی دکھلاتی ہیں شعر اشرف
[illegible] کا پیرہن ہے سرخ

ردیف (د)

[illegible]
گرچہ ہم تو کر فریاد

[illegible]
نارسا نالے ہیں اثر فریاد

فروغ جلوہ حسن صنم نے کر دیا حیراں
عبث ہی تہمت بیداری شب چشم اختر پر

عبث ہر ایک سے کرتے ہو اشرف شکوۂ طالع
چڑھایا منہ لگا کر آپ نے بے مہر کو سر پر

ڈر کو جاں نکل جائے گی مضطر ہو کر
خاک میں ہمکو ملاؤ نہ ستمگر ہو کر

توبہ کرتے ہو مرے قتل سے کیوں کیا گذری
شاید آئے ہو مزار شہدا پر ہو کر

کہہ دو منعم سے قناعت ہی بڑی دولت ہے
کس لئے ہاتھ میں پھیلاؤں تونگر ہو کر

شوکت حسن کوئی بات نہ کرنے دے گی
بھول جائے گی شکایت مجھے ازبر ہو کر

آنکھ نے دولت دیدار بہت لوٹی ہے
چشمکیں کرتی ہے اب دل پہ تونگر ہو کر

سخت مشکل ہے رہ عشق میں ثابت قدمی
جی چراتے ہیں یہاں خضر پیمبر ہو کر

رات دن روتے ہیں اپنی قسمت ناساز پر
پس گیا دل گردش چشم خلل انداز پر

بے قراری کا برا ہو آ گیا لب تک گلا
کھل گئی دل کی حقیقت اوس سراپا ناز پر

آنکھ سے آنسو نکل آتے ہیں نالے کے ساتھ
لوٹتے ہیں طفل ابتر دامن آواز پر

میرے آتے ہی وہ بزم رقص برہم ہو گئی
منہ چھپایا یار نے پردہ جو دیکھا ساز پر

حسن روز افزوں حریف عاشق بیتاب ہے
بے نیازی بڑھ گئی اوسکی متاع ناز پر

لے گئی فکر معیشت کہنہ مشقی کا مزا
یہ غزل اشرف لکھی تمنے نئے انداز پر

ردیف (ز)

بھاتا نہیں حضور ہمیں بار بار ناز
امید لطف ہو تو اوٹھائیں ہزار بار ناز

صدمہ دیا فلک نے ہمیں جو اوٹھا لیا
سمجھے تھے ہم کہ ہے ستم روزگار ناز

ساقی برنگ جام نہ گردش ہو آنکھ کو
تیرے کرم پہ کرتے ہیں ہم بادہ خوار ناز

کس گل کی آج باغ میں لائی ہے یہ خبر
غنچوں سے کر رہی ہے نسیم بہار ناز

سکھلائیں جو تیرے حسن نے بد عہدیاں ہمیں
کب تک رہے گا مانع قول و قرار ناز

روشن کیا ہے کسنے سجدہ پر مری جبیں
کرتا ہے آج شعلہ شمع مزار ناز

اشرف نہیں پسند حسینوں کی صحبتیں
کرتا ہے دل کو سینے میں بے اختیار مار

اے آسماں دکھا نہ مجھے ہجر یار روز — پھرنے لگی نظر میں قیامت ہزار روز
اب آئے بھی جو آپ تو وہ ولولہ کہاں — صدمہ اوٹھا چکا دل امیدوار روز
دامان غم میں پائی ہے طفل سے پرورش — دیتی ہے کیا مرے طفل اشک [illegible] روز
جوش جنوں سے بادیہ پیما ہوئی ہیں بلبلیں — گردش ہی پاؤں کو میرے ہے کار و بار روز

اشرف در نسیم پہ کر جبہ سائیاں
مضمون ہاتھ آئیں گے آبدار روز

ہے اور کچھ ہوس بت بیداد گر ہنوز — کھولے ہوئے ہیں منہ مرے زخم جگر ہنوز
صیاد کے عذاب سے پائی نہ مخلصی — ہے زیر دام بلبل بے بال و پر ہنوز
اٹھو ابھی ہے رات نکل جائیں حسرتیں — خلوت نشیں ہے نالہ مرغ سحر ہنوز
زخموں سے ربط خندہ بیزاری نجائے گا — ممکن نہیں ہے بخیہ چاک جگر ہنوز

اشرف برنگ مصرعہ مخفی ہے آشکار
دارم ہزار دجلہ بہ چشم تر ہنوز

ردیف (س)

کیا دوں میں غم کو کچھ نہیں جز لخت جگر کا پاس — تھا ایک نقد دل دو گیا اس ستمگر کے پاس
ویرانیاں ہیں گرد [illegible] بہار کے — دامن ہے تیرے پاس گریباں سحر کے پاس
سرمایہ فراق کی دولت ہے لازوال — ہیں گوہر سرشک مری چشم تر کے پاس
ہوش و حواس صبر و سکوں طاقت و توان — کوئی نہیں انہیں دل نوحہ گر کے پاس

اشرف ہمیں ہے تخت شہی بوریائے فقر
اللہ لے نجائے کسی اہل زر کے پاس

ردیف (ش)

اے فلک کب آئیں گے ایام عیش — سنتے ہیں ایک عمر سے ہم نام عیش

[illegible] فراق — زندگی کیونکر کرے ناکام عیش

[illegible] مال و دولت پر غرور — رنج ہے لے غافلو انجام عیش

بزم آرا پھر ہوا وہ آفتاب — ساقیا پھر آ گئے ایام عیش

رند مشرب ہے تو اختر کیا عجب

ساقی کوثر ہے تجھے دیں جام عیش

ردیف ص

کیا جو آپ نے کم ہم سے ولربا اخلاص — کہاں گئی وہ محبت وہ کیا ہوا اخلاص

کرو نہ سامنے غیروں کے تم سخن سازی — عیاں ہے آپ کی باتوں سے آپکا اخلاص

شب فراق میں سب دوست ہو گئے دشمن — ہماری قسمت بد میں نہیں لکھا اخلاص

سب طرح کے لوگ بستے ہیں زمیں پر عام خاص — اے فلک سر کر لیے ہے گردش ایام خاص

ہو گئی حاصل ہم آغوشی عروس مرگ سے — وہ ملا آغاز میں ہم کو جو تھا انجام خاص

یار نے بھیجا ہے اختر پھر تجھے خط طلب

پوچھتا ہے نامہ بر ہر ایک سے تیرا نام خاص

ردیف (ض)

ناصح مشفق تمہیں اس گفتگو سے کیا غرض — آپ اپنی کہیے میری آرزو سے کیا غرض

دیر کو جائے برہمن شیخ لے کعبہ کی راہ — مرے دل میں تو ہے تجھکو جستجو سے کیا غرض

داغ نقصان حسن ہوتا ہے حسینوں کے لیے — چاک جیب گل کو احسان رفو سے کیا غرض

پاک طینت ہوتے ہیں آلائش دنیا سے پاک — دامن دریا کو عیب شست و شو سے کیا غرض

رشک آیا صحبت احباب پر اختر اسے

چرخ کو بھی انقلاب لکھنؤ سے کیا غرض

ہم تو ہیں تیرے دیکھنے والے — کام کیا حور سے پری سے غرض

جلوہ گر داغ دل ہے بعد فنا — کنج مدفن میں روشنی سے غرض

ردیف (ط)

کہو یاد مرگی نے بت خود کام سے ربط
تشکرین لب نے کیا تلخیِ دشنام سے ربط

ایک دم ہمنے نہ گردش سے فراغت پائی
خط تقدیر کو رتا ہے خط جام سے ربط

لے چل او شوقِ شہادت مجھے قاتل کیطرف
گلوئے خشک کو مسطور ہے صمصام سے ربط

ایک سا حال کبھی اپنا نہ ہمنے دیکھا
بخت ناساز کو ہے گردش ایام سے ربط

کسکو اتنی غرض اشرف جو سنے ناصح کی
پختہ مغزان جنوں رکھتے ہیں کب خام سے ربط

ردیف (ظ)

بڑھ چلا حد مقرر سے بیان واعظ
ایک دن منہ کی کہلائے گی زبان واعظ

نہیں رکتی نہیں رکتی یہ زبان واعظ
سیدیا چاہیئے ایک ر در دہانِ واعظ

بخل ہے کس لیئے ساقی مجھے وہ دو مے نہیں
پیرو پیر مغان دشمن جانِ واعظ

فصل گل آتی ہے شاید کہ بڑی مستی شوق
صورت ساغر مے وا ہے دہانِ واعظ

ہے شب و روز اسی وصل بتاں سے پرہیز
غیر ممکن ہے علاج خفقانِ واعظ

دو ہی جیسے کے سبب ہیں مرگئے موسم گل
قلقل شیشۂ مے جوش فغانِ واعظ

جی بھر آتا ہے رکتے نہیں آنکھوں سے سرشک
داستان شب غم ہے کہ بیانِ واعظ

کہدے دربان ترے در پہ کھڑا ہی کوئی
نام اشرف ہے لقب دشمن جانِ واعظ

ردیف (ع)

بزم عالم میں نظر آتی ہے ایک غمخوار شمع
تیری تربت پہ چڑھا جاتی گل ہو جار شمع

مونس بیچارگی کوئی مقرر چاہیئے
میری تربت پر کرے روشن ہر ایک غمخوار شمع

کہتی ہے افسانہ خوابیدگان مرگ کیا
رات بھر محفل میں تیری رہتی ہے بیدار شمع

جانفشانی نے کیا پروانہ کی ایسا مریض
تھرتھراتی رہتی ہے اپنی گریہ کا آزار شمع

صحبت ہر جنس میں بہتر ہے اشرف خامشی
گو زباں رکھتی ہے پر کرتی نہیں گفتار شمع

ردیف (غ)

ساقیا کر بوئے مے سے تر دماغ — زاہدان خشک بھی ہوں تر دماغ

ہے طبیعت مائل فکر بلند — کیوں نہ ہو عرش معلّے پر دماغ

کاہش پیہم سے ایسا ضعف ہے — ہو گیا ہے مجھکو بار سر دماغ

تاب و طاقت جا چکی سب ہجر میں — کون ہے اپنا کریں کس پر دماغ

ردیف (ف)

قسمت تو دیکھنا کہ ہوا یار بر خلاف — آہ دل حزیں نے دکھایا اثر خلاف

پرواز تن سے طاقت پرواز کر گئی — قصد چمن ہے بلبل بے بال و پر خلاف

کیونکر تسلی دل بیتاب ہو سکے — لایا جواب خط بھی مرا نامہ بر خلاف

رات دن ایک سی ہے درد جگر کی تکلیف — ہائے میں غمزدہ اور آٹھ پہر کی تکلیف

واہ اے جذبۂ دل خوب ہی کھینچ لیا — [illegible] لطف دکھاتی ہے سفر کی تکلیف

دو قدم چلئے کہ اظہار عدم ہو جائے — فکر شاعر کو ہے مضمون کمر کی تکلیف

شب کو بیتاب کیا وعدۂ باطل نے ترے — پوچھئے شمع سے مجھ خستہ جگر کی تکلیف

میرے رونے پہ ہی ظالم کو نہ کچھ رحم آیا — وجہ راحت ہوئی دیدۂ تر کی تکلیف

نالۂ دل خبر رخصت جاں دیتا ہے — قابل عرض نہیں درد جگر کی تکلیف

[illegible] کیا کوئی نہیں شیفتۂ کاکل و رخ — میرے ہی واسطے ہے شام و سحر کی تکلیف

گردش چرخ نے کیا رنگ جمایا اکثر

بڑھ گئی حد سے [illegible] کی تکلیف

ردیف (ق)

نہ ہو لب سے جدا پیمانۂ عشق — سنے زاہد اگر افسانۂ عشق

ردیف (ک)

ہاں چارۂ درد دل بیتاب کہاں تک — غفلت ہو اوس شوخ کو [illegible] کہاں تک

ہے مانع تاثیر دعا کا بنش تقدیر — اے آہ [illegible] ایجاب کہاں تک

جو پست طبیعت ہیں تکلف پہ ہیں مرتے
اوڑھے گی زمیں چادر مہتاب کہانتک

اے دیدۂ تر دیکھ چکے اشک فشانی
پھیلائے گا تو دامن سیلاب کہانتک

اشرف اگر اوس ماہ کو لکھتے ہو خط شوق
گنجائش مضمون ہے القاب کہانتک

دل پہ صدمہ سہیں بھلا کب تک
نہ کہیں تم سے مدعا کب تک

سخت جانی کہیں اجازت دے
نازبرداری قضا کب تک

دل بیتاب صبر کی خو ڈال
شکوۂ یار بے وفا کب تک

خفتگان لحد بھی چونک پڑے
نالۂ حشر انتہا کب تک

عرض اشرف ہی مصرعۂ مومن
تو مجھے آزمائے گا کب تک

رہے گی ہجر میں اے چشم خونچکاں کبتک
وفور گریۂ بیتاب شمع ساں کبتک

درازی شب فرقت کی انتہا ہی نہیں
دل حزیں پہ ترے نالہ وفغاں کبتک

خزاں ہی ساتھ ہے فصل بہار کے بلبل
رہیگی محو تمنائے آشیاں کبتک

نہ ہاتھ آئے گا یاران رفتگاں کا نشاں
اڑائیں خاک پس گرد کارواں کبتک

قریب مرگ تغافل سے ہی تمہارے اشرف
رہے گا منتظر امتحاں کب تک

میرا مزار ہے کوئے یار کے نزدیک
نہیں ہے دور یہ پروردگار کے نزدیک

ترقیوں پہ ہے سودائے بلبلان چمن
دن آئے جوشش فصل بہار کے نزدیک

نہیں دو چار وہ کرتے ہیں بزم میں آنکھیں
ہوئی ہے موت مری چاہ یار کے نزدیک

شرر نکلتے ہیں سینہ سے آہ کے ہمراہ
لگی ہے آگ دل بیقرار کے نزدیک

اسی سبب سے فلک پیر ہی سرنگوں خورشید
غرور عیب ہے اہل وفا کے نزدیک

روا روی میں ہیں سرگرم آشنائے وطن
عدم کا ملک ہے میرے دیار کے نزدیک

وہ کون سی ہے جفا جس سے آشنا نہ ہوئے
تحمل جور رکھے ہم روزگار کے نزدیک

ہر ایک کا طرز سخن ہے جدا جدا اشرف
سب اوستاد ہیں اس خاکسار کے نزدیک

ردیف (گ)

بے طرح زرد ہے کچھ خسپا کا رنگ
اے مسیحا ہی دگرگوں ترے بیمار کا رنگ

آنے دو فصل گل آنے شیخ او چہالینگے شراب
مے سے گلرنگ کرینگے تری دستار کا رنگ

چند ہیں قطرۂ خوں سینۂ سوزاں میں ہمارے
پوچھتے کیا ہو ہمارے دل افگار کا رنگ

شب فرقت میں نہ جھپکی کسی صورت سے پلک
حیرت افزا ہی رہا دیدۂ بیدار کا رنگ

دی ہے ہر ایک کو خالق نے طبیعت اشرف
کہ جدا ایک سے ہی ایک کے اشعار کا رنگ

ردیف (ل)

آرہی ہیں غش پہ غش ہجر صنم سے متصل
کوئی دم میں روح ہوتی ہے عدم سے متصل

تا مہ بر کہنا زبانی میری ساری سرگذشت
حال بیتابی نہیں ہوتا رقم سے متصل

ایک ہی پرواز دم میں طے ہوئی راہ فنا
کسقدر تہا عالم ہستی عدم سے متصل

جلد آ اسے شعلہ رو اتنا جلانا کیا ضرور
شمع ساں جاری ہیں آنسو جوش غم سے متصل

جنبش ابرو نے اسے قاتل کیا عالم کو قتل
مرگ عاشق ہے تری تیغ دو دم سے متصل

شکوۂ بیمہری قاتل نہیں شایان دل
لطف ہیں سو سو طرح کے ہر ستم سے متصل

دے اگر فرصت زمانہ چاہیئے مشق سخن
انگلیاں ہر دم رہیں اشرف قلم سے متصل

ہو چکا پردہ کہا دو آکے صورت آج کل
مجھ سب کہتے ہیں ناکامی کی ہمت آجکل

ربط مجھ سے گھٹ گیا آئینے سے صحبت بڑھی
دیکھتے ہیں آپ ہر دم اپنی صورت آجکل

اسطرف جوش تمنا اوسطرف جور و جفا
کیوں بدل دی اے فلک رسم محبت آجکل

جاؤ واعظ فصل گل میں مے کو کہتے ہو حرام
دخت رز کی ہر جگہ ہوتی ہے حرمت آجکل

کس کا حسن روح افزا ہو گیا شہرت پذیر
مانگتا ہے دل میرا پہلو سے رخصت آجکل

حسن اوس یوسف لقا کا پہر ہوا دلکو عزیز — پھر سے دم سے گرم ہے بازار الفت آجکل

خاک راحت دلکو ہو پہلو ہے خالی یار سے
اپنے قابو میں نہیں اشرف طبیعت آجکل

ردیف (م)

تنگ آ گئے ہیں ضبطِ غمِ بے نشاں سے ہم — رونق شبِ فراق کو دینگے فغاں سے ہم
پھیلا کے پاؤں سوتے ہیں کیا کیا مزار میں — راحت نصیب ہیں ستمِ آسماں سے ہم
وہ بات چاہتے ہیں کہ بڑھ جائے گفتگو — کھولیں گے دہن کا معمّا زباں سے ہم
چاہو تو ایک نگاہ میں ہوتا ہے فیصلہ — کچھ دل کا مدعا نہ کہیں گے زباں سے ہم
یہ عشق فتنہ گر کی ہیں نیرنگ سازیاں — دل ہم سے تنگ ہے دل نامہرباں سے ہم
صیاد کے غضب سے ہوئی دید گل محال — جب آئے داغ لے کے چلے گلستاں سے ہم
ضبط الم سے طاقتِ عرضِ بیاں نہیں — بت بن گئے ہیں صدمۂ جور بتاں سے ہم

اشرف ہمیں بھی فیض سخن ہے نسیم سے
ہیں یادگار بلبل ہندوستاں سے ہم

سرگوشیاں غیروں سے ہوئیں جان گئے ہم — بدلے ہوئے تیور ترے پہچان گئے ہم
ہے وصل کی شب پیش بجا ئی تمہاری — یہ دل تو نہ مانے گا اگر مان گئے ہم
وہ رند ہیں تعظیم کو جھکنے لگے شیشے — کل محفل ساقی میں جو مہمان گئے ہم
وہ نزع میں دم بھر بھی عیادت کو نہ آئے — احباب کی نظروں سے پشیمان گئے ہم
ربط دینے گھٹایا تو بڑھی دل کی ہوس — جب وہاں سے گئے لیکے کچھ ارمان گئے ہم
اے یار کیا کام تری ایک نگہ نے — تھی راہِ عدم سخت پر آسان گئے ہم

بیتاب مجھے دیکھ کے کہتے ہیں وہ اشرف
کچھ اور زیادہ ہے ترا جان گئے ہم

گدا کو آرزوئے تخت شاہ سے کیا کام — ہم اپنے حال میں ہیں مست جاہ سے کیا کام
لہو کی چھینٹیں ہیں دامن پہ تیرے شاہد حال — ثبوت دعوے خون ہے گواہ سے کیا کام

نہ پوچھ حال تو اپنے بلا نصیبوں کا
جفا پرست ہے تجھکو نباہ سے کیا کام

ہیں محو صورت جاناں کسیکو کیا دیکھیں
فروغ آئینہ مہر و ماہ سے کیا کام

ترے فدائی ہیں او غفلت آشنا ہم ہی
یقین عشق کر اب اشتباہ سے کیا کام

دم وصال تو دن ہجر کا نہ یاد کرو
شب نشاط کو روز سیاہ سے کیا کام

کہے ہیں شعر سخن فہم کے لیئے اختر
وگرنہ زمزمۂ واہ واہ سے کیا کام

سر اوٹھا سکتے نہیں مارے پشیمانی سے ہم
چشم قاتل میں سبکہو نگے گرانجانی سے ہم

ردیف (ن)

یارب لگے آگ کبھی دامن شب میں
تاثیر نہیں نالۂ محتاج ادب میں

لازم ہیں تکرار ہمیں وصل کی شب میں
بیتابیٔ دل نے مجھے ڈالا ہے غضب میں

ہنس دے عوض گریہ مری لاش پہ قاتل
اعجاز مسیحا ہے ترے جنبش لب میں

ساکت ہے زباں شک چلا آئی ہیں ہم
جانبازی پروانہ سے ہے شمع عجب میں

ساقی مے گلرنگ پلا موسم گل میں
دل خون ہوا ہے ہوس بنت عنب میں

ایذائی شب ہجر سے ہو اوسکو خبر کیا
ہے دامن فریاد و فغاں دست ادب میں

برباد کیا ہے نگہ شرم و حیا نے
ہے سرمہ کی جا خاک مری چشم ادب میں

محشر میں شفاعت تیری ہو جائیگی اختر
تو ہی ہے غلامان شہنشاہ عرب میں

اشک گلرنگ ہوئے ہجر میں یار دامن
ہیوف دید کے قابل ہے بہار دامن

ہے یہ پر درد پہلو نہ ہوا آنکھوں سے جدا
لخت دل کے لیئے لازم ہے مزار دامن

وجہ آرایش قاتل میں دم ذبح ہوا
خون کی چھینٹیں ہوئیں نقش و نگار دامن

صدمۂ گریۂ فرقت نے کیا مالا مال
موتیوں سے ہوئے لبریز کنار دامن

ضعف بیجد سے کہاں فرصت جنبش اختر
پاؤں میں حلقۂ زنجیر ہے بار دامن

ہجر میں ہاں زیست گوارا نہیں
موت پہ کچھ اپنا اجارا نہیں

پھر گئی او فتنۂ عالم نگاہ
اب وہ ادائیں وہ اشارا نہیں

ہجر کی شب دیکھیے کیونکر کٹے
آہ کا بھی ناز گوارا نہیں

جنبش ابرو نے کیا پھر ہلاک
تیر قضا ہے یہ اشارا نہیں

حضرت ناصح کی سنئے کون بات
دل ابھی قابو میں ہمارا نہیں

چل گئی کیا تیر گئی دود آہ
آج فلک پر کوئی تارا نہیں

فکر مریض تپ فرقت عبث
چارہ گر موت کا چارا نہیں

فکر سخن کا نہ تہا اشرف یہ وقت
کیا کریں اب بے چارا نہیں

جان ہے شکنجۂ ستم روزگار میں
تو اختیار میں ہے نہ دل اختیار میں

مانند سرو صورت آزادگی رہی
پھولے پھلے نہ ہم چمن روزگار میں

دیدار کو ترستے ہیں اچھی نہیں حیا
صورت دکھا دو آئینۂ روزگار میں

نظارۂ جمال سے ٹھنڈی ہوئی نگاہ
گرمی نئی ہے عکس رخسار یار میں

ساقی سبو کی خیر صبوحی پلا ہمیں
کیا ہاتھ پاؤں ٹوٹ رہے ہیں خمار میں

فکر معاش ترک سخن کی دلیل ہے
اشرف کہونگا شعر میں کیا انتشار میں

سچ تو یہ ہے کہ وہ مزاج نہیں
کل جو تیور کی تھی نظر آج نہیں

تم جو آجاؤ جان آجائے
مرض ہجر لا علاج نہیں

جلوۂ داغ دل مزار میں ہے
روشنی کی کچھ احتیاج نہیں

تم سا وعدہ خلاف ہوگا کون
کل تلک لب پہ ہاں تھی آج نہیں

ہم نہیں وہ فرق ہو کیونکر نہ ہر دستور میں
خود غلط ہیں اشتیاق دلبر مغرور میں

ہوں میں وہ کاہیدہ تن کیا احتیاج خوابگاہ
سو رہونگا سایۂ مژگان چشم حور میں

رات بھر مجھکو رہی کس کے رخ روشن کی یاد
صبح عشرت کا ہوا عالم شب دیجور میں

دیکھکر نورِ تجلی اڑ گئے موسیٰ کے ہوش
جائے روغن تھی مئے غفلت چراغِ طور میں

دولتِ دیدار کی ہر آنکھ کو حاصل نہیں
قوتِ بینش کہاں ہے دیدۂ ناسور میں

اک نگہ میں دونوں عالم کو کیا اپنا مطیع
سحر ہے افسوں ہے تیری نرگسِ مخمور میں

دل کھنچا جاتا ہے از خود دیکھ لطفِ ماہتاب
ہے کوئی خلوت نشیں شاید حجابِ نور میں

بعد مردن میں بھی نہ تا تیرہ بختی گئی
تیرگی ہے کس قیامت کی سوادِ گور میں

وقتِ فکرِ شعر اشرف رکھ زوائد کا خیال
آنجائے فرق طرزِ مومنِ مغفور میں

کیا جوشِ شہادت ہے کہ مشتاقِ ادا ہیں
عاشق ترے پروردۂ آغوشِ قضا ہیں

بیکار ہے یہ سرزنشِ ناصحِ تدبیر
عقدے مری قسمت کے گرے بندِ قبا ہیں

لازم ہے مریضِ شبِ فرقت کی تسلی
او کڑی ہولی باتیں مرضِ غم کی دوا ہیں

کٹتی ہی نہیں کاوشِ قسمت سے شبِ ہجر
لب تک نہیں آتے ہیں جو الفاظِ دعا ہیں

سینے سے ہو کیا چارۂ زخمِ دلِ بیتاب
مجروحِ خدنگِ نگہِ ہوش ربا ہیں

ہے شام سے الجھن ہمیں آنا ہو تو آؤ
مانند چراغِ سحری دم میں فنا ہیں

اشرف وہ سخنداں ہی نہیں لطفِ سخن کیا
مومن ہیں نہ غالب ہیں نہ آتش نہ صبا ہیں

خیالِ گردشِ جامِ شراب کرتے ہیں
مدام پیروی آفتاب کرتے ہیں

طبیب لکھتے ہیں نسخہ میں شربتِ دیدار
مریضِ ہجر کی عادت خراب کرتے ہیں

لطف کچھ اے جاں نہیں انکار میں
شب بسر ہو جائے گی تکرار میں

جسم جوہر ہو گئی حیرت فروش
دیکھا مہ قاتل نے کیسا تلوار میں

پھر فریبِ وعدہ میں میں آگیا
کوئی افسوں تھا ترے اقرار میں

بندہ گئی ہے نغمہ سنجی کی ہوا
ہم بھی اک بلبل ہیں اس گلزار میں

کھینچتے ہیں خود پاؤں صحرا کی طرف
کچھ تو لذت ہے جراحت خار میں

میری مشکل کسطرح آسان ہو
دم نہیں قاتل تری تلوار میں

جمنے دیا زمیں پہ نہ میرا کبھی قدم
تعلیم جور پائی ہے اور آسمان کہاں

اشرف غزل ستائش کیسے کس سے داد لیں
وہ لوگ کیا ہوئے وہ گئے قدردان کہاں

دامن دریا نظر آتا ہے بہر بستر ہمیں
دیکھنا اک دن ڈبوئیگا یہ چشم تر ہمیں

ہجر کی شب اضطراب دل ہوا محشر فروش
چشم حیرت خیز سے دیکھا کئے اختر ہمیں

اے فلک شایاں نہیں اس نخ کی راحت مزاج
دل نہیں دردآشنا چین آئیگا کیونکر ہمیں

گور کی منزل سے رخصت ہوگئی سارے عزیز
مخلصی قید تعلق سے ملی مر کر ہمیں

ہستی عاشق چراغ روز سمجھا چاہئے
ہوگیا پیغام رخصت صدمۂ صرصر ہمیں

فصل گل ہے مل تو بہ ٹوٹتی ہیں ہاں تہ پاؤں
میکدہ کی خیر ساقی دے کوئی ساغر ہمیں

جس سے مل چلتے ہیں اشرف وہ جھنک دیتا ہے
اپنی ہستی کا گماں ہے گرد دامن پر ہمیں

اب آ وخط نکل آیا گئے حجاب کے دن
نہیں ہیں ہمری صحبت سے اصحاب کے دن

گئی بہار نہ گل ہے نہ شور بلبل ہے
خدا کسی کو دکھائے نہ انقلاب کے دن

تمہاری آنکھ تکے پھرتے ہی پھر گیا عالم
دکھائے بخت کی گاوش نے انقلاب کے دن

جب آپ آئینگے آغوش میں تب آئیگی نیند
ہماری آنکھ نے ٹھیرا لئے ہیں خواب کے دن

خوشی ہے مرگ کی اسواسطے ہمیں قاتل
اٹھیں گے تیرے شہیدوں میں ہم حساب کے دن

خدا خدا کرو اشرف ہوں ہو یہ پرہیز
ابھی تو قابل تقوے نہ تھے جواب کے دن

جواب تک بھی نہیں یار مہرباں منہ میں
یہ خامشی ہے کہ گویا نہیں زباں منہ میں

حلاوتیں سخن رفتگاں نے دیں مجھکو
شکر فروش ہوئی گرد کارواں منہ میں

نہ نکلی حسرت دل طول عرض مطلب سے
تمام رات رہا دامن بیاں منہ میں

بس دیا ہوئی حاصل سعادت ابدی
لئے ہے آج سگ یار استخواں منہ میں

رہا نہ صدر سر وقت ہے بات کے قابل
ہجوم کلام کے ہیں نالہ و فغاں منہ میں

کچھ ایسی آپ کو بھائی ہے لذتِ انکار
نہیں کی جا کبھی آتا نہیں ہے ہاں منہ میں

وہ آبدار کہی شعر تونے اے اشرف
بھریں گہر تو عجب کیا ہے قدرداں منہ میں

دیکھ لیں کیفیت حسن بتاں دو چار دن
پاؤں جمنے دے زمیں پہ آسماں دو چار دن

صدمہ فرقت ابھی تازہ ہے بہجائیں گے اشک
اور سر گرم سفر ہے کارواں دو چار دن

مدتیں گذریں قفس میں ولولہ دل کا گیا
ہو چکی تعلیم آدابِ فغاں دو چار دن

اسقدر بیمار الفت سے تغافل کس لئے
آپ کے مہماں ہوں میں ناتواں دو چار دن

مانگ فریاد سے سر پہ اٹھالیں گے قفس
ہم بھی چپ ہیں اور ہے فصل خزاں دو چار دن

جب کیا ٹھنڈا ہا احل نے پھر یہ بیتابی کہاں
ہے فروغِ نالۂ آتش فشاں دو چار دن

رائیگاں اشعار سب ہوتے ہیں اشرف جمع کر
دہر میں قایم رہے نام و نشاں دو چار دن

رحم کی عادت بتاں فتنہ گر رکھتے نہیں
ایک صورت پر طبیعت دوپہر رکھتے نہیں

وصل چاہا ہے پری پیکر نہیں حیرت کی جا
اپنے دل میں حوصلے کیا کیا بشر رکھتے نہیں

گور کی منزل کڑی ہے دیکھئے کیونکر کٹے
جز متاعِ داغ ہم زادِ سفر رکھتے نہیں

ہر گھڑی زیبِ زباں کیوں ہے کلام ناسزا
حفظ آدابِ محبت پر نظر رکھتے نہیں

اس لیئے چپ ہیں کہ گوشِ غیر تک پہنچے نہ بات
تیرے عاشق عرضِ مطلب پر نظر رکھتے نہیں

گلشن عالم میں اشرف سبکی نظروں میں ہیں خار
گل کی صورت رات دن مٹی میں زر رکھتے نہیں

لیں اسیری کا مزا خاطرِ صیاد کریں
کہہ دو مرغانِ چمن سے قفس آباد کریں

آئیے حضرتِ دل فصلِ بہاری آئی
چلیئے پھر خانۂ زنجیر کو آباد کریں

تو چھڑا کیا کہ ہوئی خلق مری دشمنِ جاں
کس سے ہم شکوہ ترا اے ستم ایجاد کریں

وہ غزل میں نے لکھی فضلِ خدا سے اشرف
سنکے ہر شعر کو تحسیں مجھے استاد کریں

ردیف (و)

چھوڑ اے قاتلِ عالم نہ سسکتا مجھکو
مرگ کا ناز اُٹھانا نہ پڑے تا مجھکو

مانع نالہ و فریاد ہے پاسِ آداب
دلِ بیتاب نہ بےچین کرا اتنا مجھکو

لن ترانی نے تری دید سے محروم رکھا
وجہ عبرت ہوئی بے ہوشی موسیٰ مجھکو

صورت آئینہ ہر دم ہے پریشان نظری
جلوۂ ہوش ربا کس نے دکھایا مجھکو

سمجھا اشرف میں ہوئی غیب سے دولت حاصل
آ گیا ہاتھ جو مضموں کوئی اچھا مجھکو

چپ ہوں کہ ناگوار نہ تشریح حال ہو
اظہار شوقِ دل سبب انفعال ہو

ناصح معاف اب نہ بہت قیل و قال ہو
وہ بات کیا ضرور کہ جس سے ملال ہو

مطلب کی گفتگو ہی اے دل نہ چاہیئے
ایسا نہ ہو سکوت حجاب سوال ہو

شایاں نہیں ہیں طوق و سلاسل کے ناتواں
وہ دیجیئے سزا جو مرے حسب حال ہو

رفتار ناز میں ہیں بھری حشر خیزیاں
ایسی چلو نہ چال کہ دل پائمال ہو

آئی بہار جیب و گریباں کی قید کیا
پھر امتحان دست جنوں اب کی سال ہو

اشرف ہے ذوق شعر تو مشق سخن بڑھے
کیا تھوڑی فکر میں مجھے حاصل کمال ہو

ایسے جینے سے تمنا مرگ کی کیونکر نہو
چین آئے کسطرح پہلو میں جب دلبر نہو

سرگزشت روز ہجراں عرض کے قابل نہیں
پوچھنا حال اوس سے کیا تسکین جب دم بھر نہو

تیر ماہی ہوں میں میرے دیکھنا کس رنگ سے
ماہیٔ بحر [illegible] شاہد ترا محشر نہو

کیا عجب ہاتھ آئے اوس بے رحم کو عہد وفا
بگڑی بن جائے اگر تقدیر کا وقت یہ ہو

آنکھ ملتے ہی مرے پہلو سے دل کھنچنے لگا
مردم چشم پری رو کوئی جادوگر نہو

آتش غم دل میں پھر کیوں نہ میں پنہاں کر دوں
خاک ہو جائے جگر اگر رو پوش خاکستر نہو

بعد مدت یار نے بھیجا ہے اشرف خط ہمیں
کچھ تو ہو جائے تسلی اسقدر مضطر نہ ہو

جان جائے بلا سے گر غم ہو | تری کاوش نہ اے فلک کم ہو
سربلندوں کی سرکشی کم ہو | گردن شیشہ سا تیا خم ہو
کہیں بندہ جائے زلف کا مضموں | دفتر انتشار برہم ہو
قابل دید ہے گلوں کی بہار | خوب گلگشت باغ عالم ہو

سر نہ زانو سے گر جدا اشرف
فکر اشعار کم نہ اک دم ہو

شب وصال میں انکار یہ فرا دیکھو | ہوئے ہیں نام خدا آپ پارسا دیکھو
تپ فراق سے ایسے ہوئے ہیں خشک آنسو | نہ ہوگی چشم کبھی تر تجھے رلا دیکھو
ہنسیں گے ایسی روکھائی پہ ٹپکنے والے | اٹھاو آنکھ تو صاحب ادھر ذرا دیکھو
تپ فراق کی بیتابیاں معاذ اللہ | یقیں نہو تو کہیں تم بھی دل لگا دیکھو
نیاز و ناز کی رمزیں بیاں ہوں کیا ناصح | ہمارا حال وہ عرض مدعا دیکھو

طلسم خانہ یہ دنیا ہے ہوشیار اشرف
کہیں ہنسی کہیں رونا ہے جابجا دیکھو

مرینگے در پہ ترے گو وصال ہو کہ نہو | ہمیں خیال ہے تجھکو خیال ہو کہ نہو
شب وصال کی گستاخیوں سے جبیں گی | ترا وہ عرق انفعال ہو کہ نہو
کھلیں جو حوصلے ابکی بہار میں دل کے | ہمیں یہ جوش جنوں اگلے سال ہو کہ نہو
تمہارے جور سے سنتے ہیں طعنہ احباب | بتائیں آپ ہی ہمکو ملال ہو کہ نہو

نہ ترک ہوگی کبھی ہم سے فکر شعر اشرف
حصول اسمیں ہمیں اب کمال ہو کہ نہو

چین آتا نہیں ذرا دل کو | نہیں معلوم کیا ہوا دل کو
لے چلا منہ کے پہ قاتل | کون کہتا ہے آشنا دل کو

ردیف (ہ)

کھینچیں گے جا لفروشی کر کے بڑھا کے ہاتھ | الفت سے ڈالدیں گے گلیں قضا کے ہاتھ

قاتل امید وار ستم ہوں صد آفریں
اک ہاتھ اور مجھ پہ لگا دے بچا کے ہاتھ

جو آرزوئے دل تھی مرے دل میں رہ گئی
برباد ہو گئی تری شرم و حیا کے ہاتھ

جابر ہو کوئی عاشق جانباز کس طرح
جاز و ہیں اس غضب کے ستم ہیں بلا کے ہاتھ

زور جنوں سے عادت آزادگی رہی
ٹھیرے نہ ہتکڑی میں ترے مبتلا کے ہاتھ

لب آشنا ہوئے نہ سوال وصال سے
لپٹے رہے حیا سے مرے مدعا کے ہاتھ

اشرف غریق بحر گنہ ایسا کون ہے
محشر میں آبرو ہے ہماری خدا کے ہاتھ

بہر خدا ادھر بت غفلت شعار دیکھ
سن میری سرگذشت مرا حال زار دیکھ

ناصح کلام طرز سے گوش آشنا نہیں
اس گفتگو سے ہوگی نہ صحبت ہمار دیکھ

الفت کا پاس بعد فنا بھی نہیں تجھے
روتی ہے میرے حال پہ شمع مزار دیکھ

اشرف ہے شوق دید تصور کی مشق کر
تصویر یار صفحہ دل پر اتار دیکھ

دل کو بھلا میں خیال بت بدپیر کے ساتھ
دیدیاری کے مزے ہیں ادی تصور کی ساتھ

لطف آوازہ ہم آواز کی ہوتا ہے کہ ریا
ہم بھی فریاد کریں نالہ زنجیر کے ساتھ

خفتہ بختی نے دکھایا جو نہ دیکھے کوئی
خواب کو میرے تعلق نہیں تعبیر کے ساتھ

سرخ رو میں ہوا قاتل نگاہی تلوار
آبرو تر ہی آب دم شمشیر کے ساتھ

یہ بھی خوب نہیں ہوگا دگرگوں عالم
رنگ بدلے گا زمانہ تری تغییر کے ساتھ

بعد مردن مری ٹی ہوئی دشمن کو عزیز
لے لیا قصے نے آغوش میں تصویر کے ساتھ

میل خواہان حقیقت کو کہاں سوئے مجاز
اس ململ کو ہوس کچھ نہ گیا تصویر کے ساتھ

رہنے دے بہر خدا سینہ میں لہ صید فگن
دل نکل آئے گا ظالم کشش تیر کے ساتھ

جو جنت کی تمنا ہے اگر اے اشرف
زندگی اپنی بسر کر غم شبیر کے ساتھ

ہے مشغلہ تصور زلف دوتا کے ساتھ
ہم پھنس گئے بلا میں دل مبتلا کے ساتھ

جاں تن سے اک اشارہ میں رخصت طلب ہوئی ۔ توام ہوئی تھی جنبشِ ابرو قضا کے ساتھ

دل باعثِ کشاکشِ رنج والم ہوا ۔ دریائے غم میں ڈوب گئے آشنا کے ساتھ

کیوں بند کرلیا ہے الٰہی درِ قبول ۔ کیا کیا اثر کو ناز ہے میری دعا کے ساتھ

ہمراہ اشک حضرتِ دل بھی نکل پڑے ۔ بھولے ہیں راہ قافلہ بے درا کے ساتھ

سرمایۂ فراق کا ہردم فزوں ہے اوج ۔ نالوں کا زور شور ہے آہ رسا کے ساتھ

اشرف یہ آرزو ہے مدینہ میں آئے موت

ملجاؤں میں بھی خاکِ درِ مصطفےٰ کے ساتھ

ردیف (ی)

خلد میں ہے ہوسِ عالمِ ایجاد مجھے ۔ دیکھ کر حور کو آتی ہے تری یاد مجھے

بت پرستی نہ غمِ وجہ شفاعت ہو جائے ۔ سرگذشت اپنی بیان کرنے دے جلاد مجھے

مجھ سی وحشت کو کیا فکر ہے عریانی کی ۔ پردہ پوشی کو ملا دامنِ فریاد مجھے

کعبہ و دیر کے جھگڑوں سے غرض کیا واعظ ۔ قیدِ مذہب سے کیا عشق نے آزاد مجھے

اسقدر رویا میں اشرف کہ بہا اک دریا

آئے غربت میں جو یارانِ وطن یاد مجھے

رسمِ ادب خموشی تقریر ہو گئی ۔ مشکل ہماری خواب کی تعبیر ہو گئی

سامانِ حسن انکو ہوا باعثِ ملال ۔ زلفِ دراز پاؤں میں زنجیر ہو گئی

موزوں کیئے ہیں ہمنے مضامیں نئے نئے

اشرف زمینِ شعر بھی جاگیر ہو گئی

ہچکی سے آج کیوں دمِ فریاد آگئی ۔ یا وحشتِ بخیر کسو مری یاد آگئی

کیوں اسقدر لبوں سے نہ جڑ ہا یا فغاں لبِ ۔ کس پر محبت دلِ ناشاد آگئی

چھوڑا غمِ فراق نے آسایشیں سلب ۔ کب نیند زیرِ خنجرِ جلاد آگئی

آداب ضبط اور دل بیتاب کیا ہوئے ۔ تا گوشِ یار شورشِ فریاد آگئی

صحرا میں وہ دئے خلشِ خار نے مزے ۔ مجنوں کی سرگذشت مجھے یاد آگئی

کرلینگے پاک قید گریباں سے ہم گلو | عریاں تنی پہ خاطر آزاد آگئی

ہر فرد کی پسند ہی اشرف ترا کلام
استاد تجھکو بندش استاد آگئی

عشق گل لطف چمن کچھ نہ ذرا کام آئے | اوڑگئے ہوش ہمارے جو تہِ دام آئے
کوئی بسمل کوئی بیدم کوئی سرگرم فغاں | تہ و بالا ہے جہاں تم جو لب بام آئے
کھل گیا قلقلِ مینا سے معمائے سرور | فہم میں معنئ تحریر خط جام آئے
مرگ شادی ہے مریضان محبت کیلئے | آج اعجاز دکھانے وہ لب بام آئے
آرزو ہے دل بیتاب کوئی تو نکلے | دن گذر جائے کسیطرح نظر شام آئے
رات بھر ایک ہی حال دل بیتاب رہا | دخل کیا تھا کسی صورت مجھے آرام آئے

اونکو منظور صفائی نہیں اشرف نہ سہی
اپنی جانب نہ کسی طرح سے الزام آئے

حکم ہے اشرف دلِ خستہ نہ آنے پائے | داستانِ غم فرقت نہ سنانے پائے
چاہیئے ضبط فغاں اے دلِ شوریدہ مزاج | حفظ آو اب جنوں میں بھی نہ جانے پائے
حسرت دید ہے کیا کیا ہمیں خورشید مثال | گرمی حسن سے آنکھیں نہ ملانے پائے
آہ اے مرگ نہ دی چند نفس کی فرصت | حالت دل نہ مسیحا کو دکھانے پائے
ہوس دید نے آئینہ بنایا شب وصل | تا زبان بہر گلۂ جور نہ لانے پائے
چشم دزدیدہ کی تیور نہ چھپائے سے چھپے | دل چرا لیگئے آنکھیں نہ چرانے پائے

لے گیا یار غزل ہوگی اشرف مقبول
اپنے استاد کو بھی ہم نہ سنانے پائے

فروغ حسن سے تیرے عجب صورت ہی محفل کی | زبان شمع سوزاں کہہ نہیں سکتی لگی دل کی
جنوں تکلیف صحرا دی ہے ہمسے ناتوانوں کو | اٹھانا دو قدم کار مسافت ایک منزل کی
غرور حسن اے لیلے وشو دو چار دن کر لو | لحد میں ساتھ ملیگی تو تنگی آغوش محمل کی
مبارک زیورِ دیوانگی دیوانہ طبعوں کو | اسیران محبت کو نہیں حاجت سلاسل کی

شب مہتاب ہی پردہ اٹھا دو رونما ہو کر
فروغ حسن سے بڑھ جائے رونق ماہ کامل کی

تلاش مال میں کس لئے مرتے ہو تم اشرف
وہی دو گز زمیں ملنا ہے گر دولت بھی حاصل کی

احباب کی کوشش مجھے منظور نہیں ہے
گو دور ہے وہ دل سے تو کچھ دور نہیں ہے

اللہ رے بیتابی دل آنکھ نہ جھپکی
ہے روز قیامت شب دیجور نہیں ہے

ہے محو حرم کوئی کوئی معتکف دیر
کس جا پہ کہاں یار وہ ہے مذکور نہیں ہے

ہر وقت ہیں دزدیدہ نگاہوں کے اشارے
اظہار محبت انہیں منظور نہیں ہے

اشرف نہ ہو دیدۂ حاسد سے ہے محفوظ
اچھا ہے سخن آپ کا مشہور نہیں ہے

چشمک ادھر کبھی ہے اشارہ ادھر کبھی
جوہر دکھاتی ہے تری تیغ نظر کبھی

آئی بہار توبہ شکن مجھکو آب دے
ساقی شراب دے مجھے ساقی شراب دے

ہم ظرف رکھتے ہیں ساقی بہت بڑا
بھر کر خم فلک میں ہمیں آفتاب دے

وا کر کے رخ پہ زلف چلیپا دکھائیے
یوں دن میں جلوۂ شب یلدا دکھائیے

جز غم نہیں ہے دہر میں اپنا کوئی رفیق
اب کس کو حالت دل شیدا دکھائیے

ٹھوکر لگا کے اپنی قتیل نگاہ کو
اعجاز عیسوی کا تماشا دکھائیے

اشرف کھڑا ہے منتظر دید دیر سے
بالائے بام آئیے جلوہ دکھائیے

بہ ضبط گریہ ہوا آنکھ ڈبڈبا آئی
گل مراد سے جب بوئے آشنا آئی

دکھا رہا ہے جنوں مجھکو شوخیاں کیا کیا
بہار بار ہے زنجیر تا بپا آئی

ترے مریض کی خاطر کسے عدو منظور
بدل کے شکل ہر اک طرح قضا آئی

ہزار حیف کہ اس کا معاملہ بگڑا
ترکے وہ اپنی طرف ہمکو بھی حیا آئی

شکستہ دلی حسن قبول دیکھ چکے
وفائے بے اثری مانع دعا آئی

کیا دشمن کو رخصت آبرو سے
نے خنجر شوخ رو مرے لہو سے

عنایت چاہیئے دست جنوں کی ۔ گریباں پاک ہے فکر رفو سے
نہ کھینچ او دشت وحشت تا بدامن ۔ گریباں کو تعلق ہے گلو سے
بہت بیچین ہے پہلو میں دل آج ۔ الٰہی کون گذرا روبرو سے
نسیم دہلوی سے ہے تجھے فیض
عیاں ہے صاف اشرف گفتگو سے

بس بس نہیں ہی تاب نہ اتنا ستائیے ۔ مشتاق دید مرتے ہیں صورت دکھائیے
آنکھوں سے دور یاں ہیں تو دل گھر ہی آپکا ۔ آئینۂ خیال میں صورت دکھائیے
دے ڈالیئے شہید ستم کا خوں بہا ۔ ہنستے ہیں زخم آپ بھی کچھ مسکرائیے
بڑھ جائے گی تمہارے شہید ونکی آبرو ۔ آپ گھر میں تیغ مشکر برتجتا ہے
اشرف ہوئی ہے مہر دہن عاشقی ہمیں
کسطرح انکو حال شب غم سنائیے

گذرتی ہے مری رنج و تعب سے ۔ فغاں کو ربط ہے دن رات لب سے
ہٹا دو زلف کو رخ سے ہٹا دو ۔ طلوع صبح ہو داماں شب سے
ہجوم گریہ ہیہم نہیں خوب ۔ اوٹھا دو شمع کو بزم طرب سے

عجب حالت دل حزیں پر گذر رہی ہجر یار میں ہے ۔ بیاں ہو کیا سرگذشت ناصح زباں نہیں اختیار میں ہے
کفن کے تار سپید ہر دم بشکل مہتاب جلوہ گر ہیں ۔ فروغ صبح شب قیامت سواد شام مزار میں ہے
کبھی ہی شام غم مصیبت کبھی ہے صبح بہار عشرت ۔ کوئی تلون مزاج شاید حجاب لیل و نہار میں ہے
چمن میں پہر ڈہیں ہوئی کلچیں گلونکی بو پر ہیں مست بلبل ۔ ہر ایک حامی ہی اپنے باہر طلسم رنگ بہار میں ہے
کلام کا لطف ہی یہی ہی ہر ایک مشتاق ہو کے سن لے
غزل کو بس طول دے نہ اشرف بڑا مزا اختصار میں ہے

چمن میں تا سبب شورش فغاں نہ رہے ۔ صبا کو ضد ہے کہ بلبل کا آشیاں نہ رہے
کبھی حرم کبھی بیت الصنم ہوا مسکن ۔ تمہارے دید کے طالب کہاں کہاں نہ رہے
حجاب نطق ہو کیفیت حصول مراد ۔ جو آپ آئیں مجھے طاقت بیاں نہ رہے

وصالِ یار ہے موقوف گریس مردن — حجابِ ہستیٔ موہوم درمیاں نہ رہے

گریگی بہہ بھی اشک جنبش مژگاں — مقامِ خوف پہ لازم ہی کارواں نہ رہے

سنائیں کسکو غزل کس سے داد لیں اشرف

امید لطف تھی جن سے وہ قدرداں نہ رہے

تیغ ابرو سے نگہ کے تیر سے — میں تو مرجاؤں گا ہر تدبیر سے

بے قراری پر ہے جوش اشتیاق — رنگ اوڑتا ہے مری تصویر سے

جرم گریہ پر کیا اونے شہید — اشک پونچھے دامن شمشیر سے

نالۂ بیدرد و غفلت خیز تھا — پاؤں سوئے صحبت زنجیر سے

مصرعہ مومن ہے اشرف حسب حال

دن نہیں پھرتے کسی تدبیر سے

لطف ساقی سے ہوئی پھر خانہ آبادی مری — دختر رز کو پسند آئی ہے دامادی مری

ایک مشت خاک ہوں قابل نہ رد کسلیئے — جنبش دامن سے ہو جائیگی بربادی مری

سرو کی صورت نہ پہونچا اہل عالم سے گزند — نقص ایجاد میں کام آئی آزادی مری

جو گنہ کرتا ہوں پاتا ہوں نہیں اسکی سزا — فردِ عصیاں حشر تک بچایگی سادی مری

خاک راحت بھی پہ ہر گھڑی دیتے ہو رنج — تم کو خود منظور ہے خانہ بربادی مری

حرم میں دیر میں رہتی ہے جستجو تیری — کہاں کہاں لئے پھرتی ہے آرزو تیری

حنا کا عذر کبھی ہے کبھی نزاکت کا — ہزار رنگ بدلتی ہے گفتگو تیری

کہاں کہاں ہمیں پہونچے نور پرتو حسن — وہ مہر تو ہے کہ شہرت ہے چار سو تیری

کسی طرح ہمیں لیتا قرار پہلو میں — ہمارے دل نے ہی سیکھی یار خو تیری

اگر عزم سفر شعر کر اشرف

زباں سمجھتے ہیں ارباب لکھنؤ تیری

چھوٹوں غم فراق سے موت آئے کاش کے — شاید کہ دو قدم وہ چلے ساتھ لاش کے

اشکوں کے ساتھ دامن مژگاں میں تھی جگہ — ٹکڑے عزیز تھے جگر پاش پاش کے

قاتل ز ورع برہم ہوں عاشق ہوں باوفا
مانند شمع پھینک نہ دے سر ترا تشکے
کیا خوب سمجھے آپ مرے دل کا مدعا
قربان ایسی فکر کے صدقے تلاشکے
بے رحم و بیوفا یہ حسینان دہر ہیں
دیکھے نہیں سنے نہیں لوگ اس تماشکے
کہتے ہیں جسکو دیکھہ کے اہل جہاں ملال
پھینکا ہے اوس پری نے یہ بلغن تراشکے
اشرف نہوں گے اہل ودل کی خوشامدیں
سیکھے مری بلا یہ طریقے معاش کے

میں کیا کہوں ہوا ہے جو رنج و محن مجھے
غربت میں جبکہ آتی ہے یاد وطن مجھے
ہونے لگے اسیر تو بولی یہ عندلیب
صیاد فصل گل میں نکر بے وطن مجھے
اشرف مرا کلام نہ اشرف ہو کس لیئے
اوستاد دہلوی سے ہے مشق سخن مجھے

بے سبب برہمی خاطر دلبر کیا ہے
ہائے کیا جانیئے تحریر مقدر کیا ہے
بات کرتا ہوں تو اشک آنکھہ سے گر پڑتے ہیں
آج کیا جانیئے صدمہ مرے دلپر کیا ہے
مہرباں عہد وفا غیر سے شاید ٹھہرا
مرے پہلو میں ٹھہرتے ہیں دم بھر کیا ہے
کوئی ساعت نہیں راحت سے بسر ہوتی ہے
اے فلک خاتمہ جور مجھی پر کیا ہے
وقف کی دولت دیدار مرے قاتل نے
ناامیدی کی شکایت تہ خنجر کیا ہے
یار پہلو میں جو سوتا ہے عدو جلتے ہیں
آج کل شعلہ فشاں گرمی بستر کیا ہے
تربت سے کیا خرقہ یگڑی کی عجب گت کی
زاہد کو لگا لائے رندوں نے کرامت کی
مشہور کیا آخر دیوانہ مرا حی سے لے
سے جا نہ زنداں میں شہرت مری وحشت کی
بلبل کو رشک کیوں ہے افتاد اپنی اپنی
جسکو صدا اثر ہے فریاد اپنی اپنی
اک اور حشر ہوگا جب ہوگا حشر کا دل
عاشق بیاں کرینگے روداد اپنی اپنی
فرہاد کے مقلد جو ہیں وہ جان دیدیں
نے طرز اپنا اپنا ایجاد اپنی اپنی
چھپایا جو منہ دل میں کیف آ گئی
ادا تھی کوئی یا حیا آ گئی
تو گھڑی سو گھڑی مری جان پر
مسیحا کو مشق جفا آ گئی

خوفِ وصلت تا زباں ہرگز نہ لایا چاہیے
جلوۂ مطلب خموشی میں دکھایا چاہیے

آفتابِ حشر کی تابش سے پا جائیں نجات
ابرِ رحمت کا ترے مستوتی سایا چاہیے

ذکر تو بہ ہر گھڑی ہم مے پرستو کے حضور
محفلِ عشرت سے ناصح کو اٹھایا چاہیے

جوششِ اشکِ ندامت سے ہی دامن آبریز
دھبیاں ہم تر دامنوں کا بھی خدایا چاہیے

زردیِ گل ہے دلیلِ رخصتِ فصلِ بہار
غفلتِ بلبل پہ کچھ آنسو بہایا چاہیے

انفعالِ افعال کا کہتا ہے وقتِ بازپرس
دامنِ محشر میں منہ اپنا چھپایا چاہیے

ہے یہی گر جورِ اشرف قولِ ناصح ہی بجا
ان بتوں کو کس توقع پر خدا یا چاہیے

بوسے لب جی بھر کے رو دار غوانی کیلیے
داغِ حسرت دیکے ہمکو نشانی کیلیے

اے فلک ایذائے ہم سے ندی تکلیف آہ
نالۂ دل کم نہیں آتش [illegible] کے لیے

جانبِ غیر گر نظر ہو گی
ایک دنیا ادھر ادھر ہو گی

خلشِ خارِ غم رہے گی سدا
دل کو راحت نہ عمر بھر ہو گی

نہ پھڑک اس قفس میں اے بلبل
قطعِ امید بال و پر ہو گی

آئیے سو رہیں لپٹ کے ذرا
تھوڑی ہی دیر میں سحر ہو گی

یار اشرف ملا تلون دوست
آپ کی کس طرح بسر ہو گی

حسرت تیرے کوں ہی مجھے ساقی پلا سکے
دل کی لگی کو کوئی لب بجھا سکے

نالوں کا میرے کعبۂ دل میں تھا شور نہاں
ناقوس دیر میں نہ برہمن بجا سکے

بت الغب کو دیکھ کے محفل میں جلوہ گر
واعظ کتاب بند نہ ہم کو سنا سکے

سیکھوں وہ کہتے تھے ہم کھینچے تھے آہ
طفلی میں اب استاد نہ ہم کو پڑھا سکے

مالک سخن کا خوب کریں دخل و بست تم
اشرف [illegible] ہرگز نہ وقف دما سکے

یہ کیا غضب ہے کہ چاند سا ہوا دل [illegible]
ادھر [illegible] گیا ہے منہ چھپائے ہوئے

خدا کے واسطے دیدو اجازت فریاد — میں لبکو ہاتھ سے کب تک رہوں دبائے ہوئے
کئے ہوئی کی ندامت سے ہے بشر کو حجاب — عدم کو جاتا ہے دنیا سے منہ چھپائے ہوئے
وہ کون ہے کہ نہیں جسکو آرزو تیری — دلوں میں جوش تمنا ہے گھر بنائے ہوئے

امید لطف بتوں سے نہ چاہیئے اشرف
یہ بد مزاج ہیں مدت کے آزمائے ہوئے

سنتے نہیں ہیں ایک بھی مجھ بد نصیب کی — سرگوشیاں پسند ہوئیں کیا رقیب کی
اظہار حال باعث آشفتگی نہیں — پیغام وصل ہے نہ شکایت رقیب کی
وہ دن میں آپ عہد وفا سے ہوئے بعید — کیا بات بھولنے ہو زمانے قریب کی
میں اوسکو مانگتا ہوں وہی ہے بہ اشتیاق — میری دعا ہوئی ہے تمنا محب کی

اشرف چلو خود آیا منانے وہ نازنیں
جو شکل چاہتے تھے خدا نے نصیب کی

مرگ شیریں سنکے جان دی پرویز نکے سامنے — زندگانی مال کیا تھی کوہکن کے سامنے
لوگ روتے ہیں مجھے مرنے کی اپنی ہے خوشی — تیرہ تر ہے شام غم صبح کفن کے سامنے
شام سے مثل چراغ صبح بے رونق رہی — جلوہ گر تھا کون شمع انجمن کے سامنے
آپ کی برہم مزاجی باعث تکلیف ہے — رات دن بیٹھے لگے رنج و محن کے سامنے

گفتگو کو طول کیوں دیتے ہو اشرف چپ رہو
جو لکھا تھا پڑھ چکے اہل سخن کے سامنے

مرنے پہ مری خاطر ناشاد نہ آئی — جب تک کہ اجل نکلے بر باد نہ آئی
اللہ رے خود رفتگی دل کہ دم حشر — لے مہری قاتل بھی ذرا یاد نہ آئی
صدمہ نہ اٹھا ہجر کا لو بیٹھ گیا دل — آواز انیس شب فریاد نہ آئی
کس کی ہوس دید میں وارہ گئیں آنکھیں — کیوں نیند تہ خنجر جلاد نہ آئی
احکام شریعت رہیں واعظ کو مبارک — یہ قید پسند دل آزاد نہ آئی
کیا جانیے کیا حال ہے پھرتا نہیں کوئی — روداد دیار عدم آباد نہ آئی

کیا رنگ ہے اوسکا بھلا جو غزل آتش
زیر قلم حضرت استاد نہ آئی

آج پہلو میں جو وہ رشک مسیحا آئے
چین میرے دل بیتاب کو کیا کیا آئے

مثل موسے جو ذوق رخ جاناں دیکھوں
دل پہ داغ میں نور ید بیضا آئے

ہو جو وہ صید فگن صید گہ عالم میں
کوئی طائر نہ نظر صورت عنقا آئے

یہ بہار آئی ہے شاید کہ جو زندان خراب
مری تربت پہ چڑہانے حسن مینا آئے

مانو کہنا میرا آتش رہے شب ہجر دراز
ایسے نالے نہ کرو منہ کو کلیجہ آئے

لو یاد کیا شام سے اوس رشک پری نے
تاثیر دکھائی مری آہ سحری نے

کوچے سے ترے لاشہ عاشق نہ اٹھایا
پھیلا ہی دئے پاؤں عدم کو سفری نے

کام آیا بس ار مرگ ہی سرمایہ فرقت
کی جلوہ گری گور میں داغ جگری نے

ہے قسمت قاصد میں سدا دولت دیدار
کیا رشک دیا مجھکو مری نامہ بری نے

ناداں ہیں جو ہوتے نہیں جرم پہ نادم
آتش کیا آدم کو خطائے بشری نے

کچھ اونہیں حال سے کرتا ہے خبردار مجھے
لیچل اے جوش فغاں پھر پس دیوار مجھے

آ گیا یاد ال یہ دم نزع تصور کس کا
منزل ملک عدم ہو گئی دشوار مجھے

شمع کہتا ہے کوئی شعلہ کوئی برق کوئی
کیا جلاتی ہے تری گرمی بازار مجھے

شکر صد شکر سخن ہو گیا آتش مقبول
خود سناتا ہے وہ آ کر مرے اشعار مجھے

بزم جاناں نثاران میں شغل جانفشانی ہی
زندگی کا ماتم ہے دم کی نوحہ خوانی ہی

جب آپ کسی اور پہ بیداد کریں گے
بھولی ہوئی باتوں کو مری یاد کریں گے

آگاہ نہیں رسم ستم سے ابھی صیاد
ہم تازہ گرفتار ہیں فریاد کریں گے

بیجا ہے دل غمزدہ پر تہمت افغاں
ارباب وفا شکوہ بیداد کریں گے

قاتل نہ جدا آنکھ لگا اور بھی اک ہاتھ | مشتاق اجل لطف ترا یاد کریں گے

اصلاح نہ فرمائیں نہ فرمائیں وہ اشرف
ہم پیروی بندش استاد کرینگے

اسدرجہ بے ثباتی عالم نظر میں ہے | ہر وقت روح جسم سے عزم سفر میں ہے
کیا جانے کیا رقم کیا اوسنے جواب خط | میرا سا اضطراب دل نامہ بر میں ہے
پیرایۂ فسانہ میں کرتا ہوں عرض حال | اظہار مدعا بھی حجاب خبر میں ہے
شاید کہ ناتوانیٔ دل حد سے بڑہ گئی | آج انتشار نالۂ وحشت اثر میں ہے
آنکھوں کو میری عارض جاناں کی دید ہے | رنگیں لباس آج بہار نظر میں ہے
کیا اہل آبرو کو خدا نے دیا ہے ضبط | آنسو کا نام تک نہیں چشم گہر میں ہے
پیری میں ہو سکیں گے جوانی کے کام کیا | کب نور شمع شام چراغ سحر میں ہے
عالم میں خاکسار کی بڑہتی ہے آبرو | وجہہ فروغ گردتیمی گہر میں ہے
تکلیف درد ہاں دل بیمار کو نہ چھیڑ | ترا مقام کوچۂ زخم جگر میں ہے

اشرف برنگ شمع جو تکتے نہیں پلک
شاید کہ بزم یار کا ساماں نظر میں ہے

آنکھ پھرے برہمی حالت دل خراب ہے | صورت زلف مشکبو عالم پیچ و تاب ہے
آئیے جلد مہرباں ہجر سے ہم ہیں نیم جاں | دل کو ہیں بے قراریاں غلبہ اضطراب ہے

طرز نسیم دہلوی تونے جو اختیار کی
اشرف خستہ اس لئے ہر غزل انتخاب ہے

اب یہ حالت ہے دل نا شاد کی | آرزو رہنے لگی فریاد کی
کہتی ہے بلبل رہائی ہو چکی | ہیں قفس کی تیلیاں فولاد کی
[illegible] ستم آتا نہیں | رہ نہ جائے آرزو بیداد کی
باعث شہرت ہوئی دیوانگی | وسعت کی ہم نے زمیں آباد کی
ہوگا اشرف تیرا دیواں لاجواب | یوں ہی گر شفقت رہی استاد کی

اثر غم استاد میں گھٹتے ہیں تب و روز
اک آگ سی ہر وقت مرے دل کو لگی ہے

اپنا دامن ہے لب نان کف سائل حالی
ضبط گریہ نہیں زیبا کہ کریں دل خالی

ایک دن بھی نہ کیا کلبۂ احزاں روشن
صاف [illegible] ماہ گیا او [illegible] کامل خالی

کس ہوا خواہ شہادت نے چرایا پہلو
تری شمشیر کی آغوش ہے قاتل خالی

کوئی جام اور لگا دے مرے منہ سے ساقی
کہ ابھی تک وہ جو [illegible] دل خالی

مری جانب ہی نشانہ رہا نگہ قاتل کی
لطف ناوک [illegible] خالی

لور بالی مجھے کاہیدہ تنی نے بخشی
پاؤں کھینچا ہوں آغوش سلاسل خالی

شوق دید آنکھ تب ہی دلمیں تمنائے وصل
یار آتا ہے کروں کیونکہ میں مرا خالی

قتلگہ میں دہن زخم یہ دیتا ہے صدا
مرحبا آ بے محبت کوئی [illegible] دل خالی

پوچھیے کیا ہوا اسیران کہن کا احوال
ایک مدت سے ہے آغوش سلاسل خالی

باعث یاد پس مرگ یہ ہوں گے اثر
فکر اشعار سے ہرگز نہ رہے دل خالی

ہاں ابھی قوت فریاد و فغاں باقی ہے
دل اگر بیٹھ گیا ہے تو زباں باقی ہے

جسم بیجاں کو ہے تکلیف جراحت بیکار
بدگماں کیا تجھے ہستی کا گماں باقی ہے

کم نہ ہو مشق ستم بعد مرے او قاتل
میں نہیں ہوں نہ سہی ایک جہاں باقی ہے

چٹکیاں لیتی ہے دلمیں ہوس دید بتاں
آنکھ کو حوصلۂ خواب گراں باقی ہے

اور جانب کو نہ جا فکر سخن میں اثر
طرز استاد میں کچھ لطف زباں باقی ہے

کیا چاہیے ہے عاشق ناشاد کے لئے
پیدا ہوا ہے نالہ و فریاد کے لئے

عالم میں ہر جگہ ہیں مرے دم سے چہچہے
ہوں عندلیب گلشن ایجاد کے لئے

رہ محبت وہ ہوں نہ پاؤں مراد
گر آئیں خضر بھی مری امداد کے لئے

قاتل اٹھائیں خوب دم ذبح لذتیں
بوسے گلو نے خنجر فولاد کے لئے

مضموں نیا زمیں نئی طرز بھی نب
اثر یہ ہی نسیم سے ادستاد کے لیئے

ناز و ادا و غمزہ و انداز یار نے — دل لے لیا مرا انہیں دو تین چار نے
برہم کیا جو زلف مسلسل کو یار نے — رسوا کیا طبیعت بے اختیار نے
صورت کبھی رو رو وصل کی دیکھی ہیں آہ نے — مارا مجھے دراری شب ہائے تار نے
اثر ہوا کلام مرا جب سے اختیار
پیرایۂ نسیم کیا نمائش سار نے

خمسہ بر غزل نسیم دہلوی

خدا کرے بت سفاک رحم پر آئے — جہاں میں صورت آرام تا نظر آئے
کہیں نہ خط سے مجھے موت بیشتر آئے — جواب دیکھیئے کب لیکے نامہ بر آئے
دھڑک رہا ہے مرا دل کہ کیا خبر آئے

نظر نہیں ہمیں آتا کہیں سراغ حیات — چمک رہا ہے دل غمزدہ پہ داغ حیات
اجل نے آکے کیا پائمال باغ حیات — دیا قضا نے ہمیں مژدۂ فراغ حیات
کہ آج تا بہ دہن ریزہ جگر آئے

جہاں میں ہوتے ہیں اک جا ہی چرچے — نہ جان اپنی کوئی ایسے بیوفا پر دے
بیاں میں کیا کروں جو جو کہ تمنے رنج دئے — دعا قریب اثر تھی تمہارے کہنے سے
فراز عرش سے نالے مرے اتر آئے

کیا ہی عشق پری رو نے ہمکو خانہ بدوش — حواس میرے ٹھکانے رہے نہ عقل نہ ہوش
جہاں گیا میں ہوئے لوگ مجھسے سب دو دوش — شب فراق تھی نالاں شب اجل خاموش
کہیں بھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے

تمہارے فیض سے اثر ہی حق تیں کلام ہوا — سخنوروں میں نہایت بلند نام ہوا
ہمارے فکر کا عرش بریں مقام ہوا — نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا
کہو وہ شعر کہ شہرت جہاں میں کر آئے

انتخاب

دیوانِ دوم اشرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نالۂ دل ہوا محتاجِ اثر کیا ہوگا
سنے برابر علتِ دردِ جگر کیا ہوگا

بیٹھوں راحتِ دنیا پہ بھولوں گا کہ
سر کے نیچے عوضِ بالش پر کیا ہوگا

سامنے بحر کے کچھ اصل نہیں قطرہ کی
آئینہ کنہِ حقیقت سے بہتر کیا ہوگا

آمد و رفتِ نفس ہی تب غم میں موقوف
آج آئی ہی نہیں دل کی خبر کیا ہوگا

بخیہ گر کا نہیں احسان گوارا اشرف
نہ رفو ہوگا اگر چاک جگر کیا ہوگا

کل سنایا ہوسِ وصل نے کیسا کیسا
آج جھوٹی ہو سو ہو وعدۂ فردا کیسا

بیٹھ کر اٹھ نہیں سکتے کہیں عشق آ گیا
ہوش کہتے ہیں گئے آپ میں آنا کیسا

کوستی تھے کہ مرو ہم نہیں اب مر ہی گیا
پھر یہ رونا صفِ ماتم کا بچھانا کیسا

دل دیا جسکو وہی دشمنِ جانی نکلا
میری تقدیر سے بدلا ہے زمانا کیسا

تہمتِ دیدہ سے کچھ کشتۂ بیداد یہ کیوں
دل بھی قابو میں نہیں آنکھ لڑانا کیسا

صورتِ آئینہ دیدار طلب ہیں مشتاق
پردہ اوٹھتا ہی نہیں شکل دکھانا کیسا

ہم ہی سمجھے ہے مہیں قطعِ محبت منظور
صاف فرماتے ہے درپردہ سنانا کیسا

مدعا جی بھی اوس ست کی اگر ہے اشرف
جائیں گے ملکِ عدم کو وہاں جانا کیسا

قسمت میں نہیں گر تیری صورت دیکھنا
ہم نہ ہوں گے ایکدن اے ہمرو دیکھنا

رات آنکھوں میں کٹی آیا نہ وہ وعدہ خلاف
میری قسمت میں لکھی تھی یہ مصیبت دیکھنا

آنکھ دکھلاتے تھے کل تک آج یہ لطف و کرم / پیار کرتے ہیں ہمیں جھوٹی محبت دیکھنا
دخل کیا گر منہ سے اُف نکلا کرو جور و ستم / حشر میں ہو گی زباں محو شکایت دیکھنا
کیا محبت کو دیا ہے حق تعالیٰ نے اثر / دیکھ لیتے ہیں ہمیں وہ اوسکی قدرت دیکھنا
حسرت وصل اے پری دنیا سے مر کرکے چلی / یاد کرنا مجھکو جب برگشتہ قسمت دیکھنا
مہر و عصمت سے ہے سرمایہ غم کا فروغ / داغ دل ہے ماچراغ شام [illegible] دیکھنا
بزم افسر میں جلو افسر سخنور جمع ہیں
آپ کو منظور ہو گر لطف صحبت دیکھنا

کبھی کبھی ہو جو جنت میں ساقیا دینا / بڑا ثواب ہے دل کی لگی بجھا دینا
اس لیئے بھی اے ضعف دل میں ڈری ہے جگہ / زمین کوئے بتاں پر مجھے گرا دینا
محل ذکر عدو کیا ہے ہر گھڑی ظالم / بغیر شعلہ ترا کام ہے جلا دینا
دل حزیں نہیں شایاں داغ حسرت گل / ہماری وضع میں دھبا تم لگا دینا
مرے مٹانے کو مد نظر ہے آرائش / خدنگ ناز لگا کر جگر بچھا دینا
جواب دو ہمیں یا وصل کا کرو وعدہ / یہ کوئی کام نہیں ہے زباں ہلا دینا
غزل کو ختم کرو پڑھ چکے بہت افسر
سخنوروں کی ستائش بھی بھلا دینا

ملا ہے جان حزیں سے غم جدائی کیا / گئے جہان سے اد ہر طبیعت آئی کیا
ستا رہی ہے اوسے لذت ستم شاید / طلب کی ہے مجھے کیوں محبت آئی کیا
بہار آتے ہی بلبل قفس میں بھول گئی / ہوا ہے خندۂ گل مژدہ رہائی کیا
شہید ناز ہیں آزاد قید مذہب سے / طریق عشق میں رندی و پارسائی کیا
ہوا جب آپ کا بندہ تو غیر سے کیا کام / ہر ایک در پہ کروں جا کے جبہ سائی کیا
غم فراق سے کھلتے ہیں اوسے پرہیز / مریض عشق کی لیسئے کرے دوائی کیا
نہ موت آتی ہے مجھکو نہ یار آتا ہے / کسی طرح نہ کٹے گی شب جدائی کیا
لحاظ شرط وفا چاہئیے تمہیں افسر / طبیعت آئی تھی ہاں صلح کیا لڑائی کیا

وہ بت بے رحم مطلب آشنا کس دن نہ تھا
عہد پورا کب کیا تھا بے وفا کس دن نہ تھا

آپ کو بد عہد میں نے گر کہا تو کیا کیا
سوچیے غفلت مزاجی کا گلا کس دن نہ تھا

باعث شرم و حیا شاید ہوا اظہار عشق
آج چھپتے پھرتے ہیں وہ سامنا کس دن نہ تھا

کٹ گئے عمر گریزاں کس طرح فرقت کی رات
کاوش قسمت سے سامان قضا کس دن نہ تھا

آج کل اختر کی ایذا کو لیے ہے اجتناب
پارسا تم کب نہ تھے یہ اتقا کس دن نہ تھا

کل ذکر عمر آپ کی ورد زباں رہا
فرمائیے وہ پاس تلطف کہاں رہا

اللہ رے اشتیاق قدم بوسی صنم
سر کو جھکائے شام و سحر آسماں رہا

حوروں سے کم نہیں ہیں حسینان لکھنؤ
جنت کا ہر مقام پہ ہم کو گماں رہا

چھپنے سے راز الفت دیرینہ کھل گیا
پردہ کیا حضور نے پردہ کہاں رہا

مر دیکے اسنے معرکہ عشق سر کیا
منصور سر بلند دم امتحاں رہا

تاریاں سے دل کی بڑھیں بے نیاریاں
اختر وہ شوق شکوہ اثر اب کہاں رہا

کیا آپ میں ہم آئیں آیا ہی نہیں جاتا
دل بیٹھ گیا ایسا اٹھا ہی نہیں جاتا

اب تک ہے وہی عالم کیا میری مصیبت ہے
شمع سر تربت کا رونا ہی نہیں جاتا

جو میری کہانی ہے قاصد کی زبانی ہے
حال دل شوریدہ لکھا ہی نہیں جاتا

تکلیف شب غم کی کیا پوچھتے ہو ہمدم
کہنے کو کہوں سب کچھ بولا ہی نہیں جاتا

اختر تھی دل سے سی غفلت کی شکایت کیا
یہ رشتہ الفت ہے توڑا ہی نہیں جاتا

بنی ہے جان پہ غم دل سے دور کیا ہوگا
بڑھا ہی غیر سے الفت حضور کب ہوگا

امید وصل سے کب تک میں لکو دوں تسکین
یوں ہی رہے گا جو ان کو غرور کب ہوگا

خدا کے واسطے ساقی لگا دے خم منہ سے
جو یوں ہی مے سے مجھے دیگا سرور کیا ہوگا

سمجھ الفت ماں سے وہی دماغ ہوا تیا
مرے مزاج میں ناصح فتور کب ہوگا

گرمیٔ صحبت اغیار سے جی جلتا ہے — بھڑکی یہ آتش غم دل سے ہی شعلا اٹھا

جلوۂ حسن نے بیہوش کیا عالم کو — جو جہاں بیٹھ گیا پھر نہ وہ اصلا اٹھا

جذب دکھلائی ہے کیسی ہی مینوش کی روح — ابر کیطرح سے جوش خم صہبا اٹھا

جان کیوں دیتے ہو کیا لوگ کہیں گے اختر
یہ گوارا ہوئی تکلیف نہ صدمہ اوٹھا

محبت اوس سے کی کہاں ہیں کچھ حجاب جانیکا — دل بیتاب خوگر ہو گیا ہے ناز اٹھانیکا

دل بیتاب ہے رخصت طلب ہے طاقت جاں بھی — بڑھی تکلیف غم حد سے یہیں وقت آ جانیکا

شب غم کی مصیبت موت ہی عاشق مزاجوں کو — اجل آجائیگی میری نہ لو تم نام جانیکا

غم پروانہ مجکو ہم کو تکلیف شب فرقت — بہا نا چاہیے اے شمع کچھ آنسو بہانیکا

تامل کیا ہے اوٹھو بزم افسر میں چلو اختر
وہیں ہے کچھ مزہ اشعار سننے اور سنانیکا

راحت سے غم ہجر بدل جائے تو اچھا — کانٹا یہ مرے دل سے نکل جائے تو اچھا

زلفوں کو ذرا بہر خدا کھول دے وحشت — زاہد کا بھی بل آج نکل جائے تو اچھا

دنیا کا بکھیڑا نہیں چھٹتا ہے بشر سے — گر قید تعلق سے نکل جائے تو اچھا

رندوں میں بھلا حضرت واعظ کا ہے کیا کام — محفل سے مری وجہ خلل جائے تو اچھا

فرقت کا وہ صدمہ ہے کہ ہرگز نہ اوٹھیگا — دم کشمکش غم سے نکل جائے تو اچھا

اہل نہیں ہیں پسند اوسکو مضامین تعشق
اختر عوض خط یہ غزل جائے تو اچھا

ردیف (ب)

بے ترے شب بھر نہیں آتا مجھے اے یار خواب — حسرت آغوش خالی سے ہوا دشوار خواب

حسن کا جلوہ جوانی تک ہے اے یوسف جمال — [illegible] ہو جائے گی یہ گرمی بازار خواب

[illegible] زیر مکاں یہ معشوقوں کے ڈھیر ہیں — کشتگان ناز کیلئے ہیں [illegible] خواب

داغ [illegible] قضا ہی نسترن کو سے یار — [illegible] خواب

جاگ ہجر اکی شب اشرف قیامت ہوگئی
وقت فکر شعر آتا تھا مجھے ہر بار خواب

بھیجتا ہے خط وہ لکھا ہے جواب
خامشی اوسکی ہی گویا ہے جواب

نزع میں مستعمل مچانے تک ہے
مرگتوں کا کون دیتا ہے جواب

یہ سوال وصل ہے بفائدہ
گفتگو سے صاف پیدا ہے جواب

اک سوال وصل میں سو حجتیں
ایسی باتوں کا بھلا کیا ہے جواب

کیوں لکھا تھا حال اشرف اوسے
دشمنوں کے ہاتھ بھیجا ہے جواب

ایسے نے کیا ہمارا ہے میرا اضطراب
ایک دو دم کی تسلی عمر بھر کا اضطراب

ہائے سنگینی لی ہے اوسکو رحم آتا نہیں
غیر کو بے چین کرتا ہے ہمارا اضطراب

کوئی لحظہ کون دم اسکو بھی ممکن قرار
برق مضطر نے مرے دلکا اوڑایا اضطراب

گرم اک بنگہہ وہ مرے سر پر ہیں حضور
اہل عالم کو ہوا آخر تماشا اضطراب

شمع میں دیتا لگے گا گرمی اشرف شوق
دیکھنا اکدن کرے گا ہمکو رسوا اضطراب

ردیف (ت)

ستا رہا ہے مجھے رنج ہجر یار بہت
خدا ہی خیر کرے دل ہی بیقرار بہت

ہے میرے دور میں قحط شراب او ساقی
ترس رہے ہیں کئی دن سے بادہ خوار بہت

غرور حسن نے عالم سے پھیر دیں آنکھیں
کھڑے ہیں ایک نگہہ کے امیدوار بہت

ہے حرف تمنا زباں پہ لا نہ سکے
تڑپ تڑپ کے کیا جبر اختیار بہت

سنبھل کے کوچۂ قاتل میں پاؤں رکھنا اشرف
یہ وہ زمیں ہے بنیں گے جہاں مزار بہت

کیوں بار بار دیکھتے ہو کم ادھر بہت
الفت سے ہو حضور تو ہے اک نظر بہت

کیوں کر امید لطف کی رکھیں فلک سے ہم
اس نے بنا بنا کے بگاڑے ہیں گھر بہت

اٹھ کے پہلو سے گیا جسدم وہ شوخ
آسمان ٹوٹا دل غمناک پر

شمع اک دل سوز نکلی بعد مرگ
مدتوں روئی مزار پاک پر

تجھکو بیم حشر اختر کس لیے
نار کر حب شہ لولاک پر

کہتے تھے جائینگے مریض کا تماشا دیکھکر
اٹھ گئے بالیں سے وہ کیا جانے کیا دیکھکر

چارہ گر عیسی سے بھی ممکن نہیں اوسکا علاج
نبض بیمار محبت کیا کریگا دیکھکر

دل بھر آتا ہے آنسو آنکھ سے تھمتے نہیں
آپ لائے ہیں مزار پاک کسکا دیکھکر

بال چہرے سے ہٹا دو دل پریشاں ہوگا
زلف شبگوں کو نقاب روئے زیبا دیکھکر

کس پہ دل آیا ہے اختر پیار کرتا ہے کسے
لوگ حسد کرتے ہیں تیری تمنا دیکھکر

ردیف (ق)

بخت نہ دیگا ہمیں کیا صدمۂ آزار عشق
دیکھ بیتابی سے پائے جاتے ہیں آثار عشق

سیکڑوں طالب ہوئے ہیں ایک ہی مطلوب کے
حسن یکتا سوداگراں ہے گرم ہے بازار عشق

عالم ہستی سے کتنوں نے عدم کی راہ لی
ہے دم شمشیر قاتل یارہ دستوار عشق

بانی مشفق عنت ہے دل جلانا آپ کا
دامن تقریر سے کیونکر بجھے گی نار عشق

کس طرح اختر بجھے گی اوس بت بیرحم سے
اوس طرف انکار الفت اس طرف اقرار عشق

ردیف (ک)

کیا گذری شب غم میں لی تمنے خبر تک
آنکھوں سے دم گریہ بہا خون جگر تک

قسمت میں لکھی ہے مرے برگشتہ نصیبی
جا جا کے پھر آئی ہے دعا باب اثر تک

افتادہ مزاجی نہ گئی بعد فنا بھی
میں خاک ہوئے پر بھی نہ پہونچا ترے در تک

راحت سے نہیں کم مجھے تکلیف شب ہجر
جلنے کا مزا ہے خلش درد جگر تک

اختر اوسی بیمار سخن گوئی کا عوض
جو فکر معنت میں رہے شب سے سحر تک

مشتق وزدیدہ نگاہی انکھیں ہیں جو نہیں
دل میں ایسا ہو در پردہ کریں گھر انکھیں

اے رسول عربی ہیں اشرف خواہاں
اور امت تیری جھپکیں دم محشر آنکھیں

لب کو جنبش ہم مصیبت آشنا کیونکر نہ دیں
طعنہ عہد وفا او بے وفا کیونکر نہ دیں

پرتو رخسار روشن مہر عالمتاب ہے
حسن درافروز کی شہرت جا بجا کیونکر نہ دیں

زخم تن منسنی میں قاتل تو ہی برہم کس لئے
مژدہ جانبازی اہل وفا کیونکر نہ دیں

آرزوئے وصل میں ہیں ہر گھڑی بیہوشیاں
دامن امید کے دلکو ہوا کیونکر نہ دیں

شورش فریاد سے اتنا ہو برہم مزاج
ٹوٹتے ہیں عاشقوں کے دل صدا کیونکر نہ دیں

پیار کر لیتے ہیں اشرف عشق کے میرے شعر وہ
قدرداں اہل جوہر ہیں صلا کیونکر نہ دیں

مست ہے ہر ایک عاشق اپنے اپنے حال میں
کسکی صورت دیکھ لی آئینہ تمثال میں

عید ہے رندو کہ کہ ساقی گیا ماہ صیام
تو بھی دکھلا ہے ہمیں ریا ولی شوال میں

دشت میں حاصل ہوئی کیا عزت دیوانگی
گرم روہی ہر بگولا میرے استقبال میں

اے فلک محروم قسمت اور کیا کوئی نہ تھا
آرزو ہی آرزو بھر دی دل پامال میں

الفت زلف سیہ پوشیدہ رہنے کی نہیں
وہ بت پرفن گرہ دیتا ہے اشرف دل میں

شکوہ بیدادی وفا میں کیا کروں
جو کہ ہونا تھا ہوا میں کیا کروں

تیرے کوچے میں مرنے ہی لگا
دل نہ روکے سے رکا میں کیا کروں

آرزوئے دل کی دل میں رہ گئیں
نامرادی کا گلا میں کیا کروں

خاک تھی ہو کر نہ پائی وہ زمیں
لے اڑی موج ہوا میں کیا کروں

فرصت فکر سخن اشرف محال
بندہ گی میری ہوا میں کیا کروں

کچھ کدورت دل میں اے آئینہ رو باقی نہیں
ترک کی الفت تو کوئی کسک باقی نہیں